

# ظلِ السنی

رجب ۱۴۲۷ء  
تیر می ۱۴۲۸ء  
جلد ۹  
ماہ فروری ۱۹۰۹ء  
قیمت ۵۰ سینا

## فهرست متن

- |                                 |       |                                   |
|---------------------------------|-------|-----------------------------------|
| (۱) سال گذشته کی رخصت           | ۳۲-۳۳ | (۵) عراق عرب میں دلکشا طرفیہ      |
| اور سنے سال کا خیر مقدم ۱-۵     | ۳۳-۳۴ | اہمی صاحبہ مددگاری میں مزید اضافہ |
| (۶) مختلف ممالک میں بیت         | ۳۴-۳۵ | سنن علی اکبر صاحبہ                |
| اور شادی کی رسوم                | ۳۵-۳۶ | دیانت                             |
| محمد علیت آفی صافی بیرونی تعلیم | ۳۶-۳۷ | بپنجم صاحبہ                       |
| محمد بن کالج علیگढہ             | ۳۷-۳۸ | دھنیت مکالمہ                      |
| (۷) ملکہ بلقیس فرمادے           | ۳۸-۳۹ | بلقیس یکم صاحبہ                   |
| ملک میں                         | ۳۹-۴۰ | ہمارا پہلا غمناک                  |
| مولوی سید الدین صاحب            | ۴۰-۴۱ | سفر اور ایک پر اسرار              |
| (۸) الطلاق                      | ۴۱-۴۲ | خاتون                             |
| مولی عبد السلام (رنوی)          | ۴۲-۴۳ | حرب صاحبہ                         |

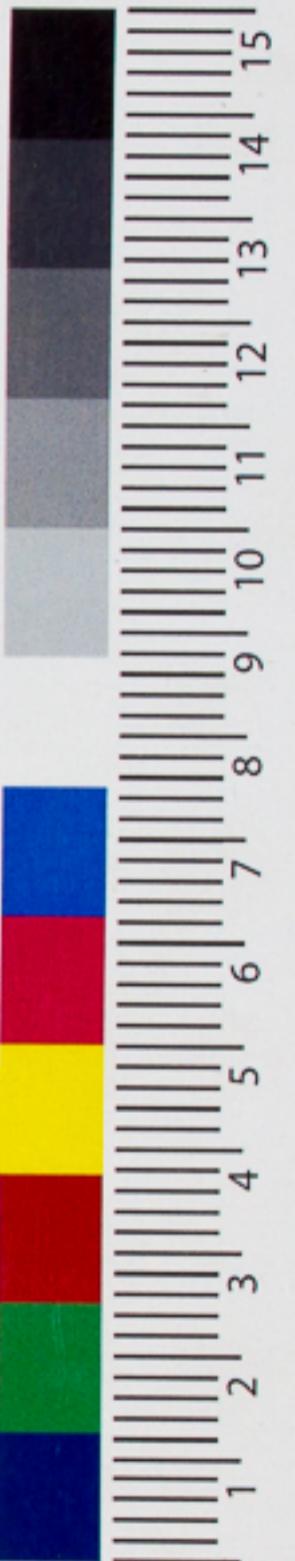


Maulana Azad Museum Collection

Digitized By

Maulana Abul Kalam Azad Institute of Asian Studies

[www.makaias.gov.in](http://www.makaias.gov.in)



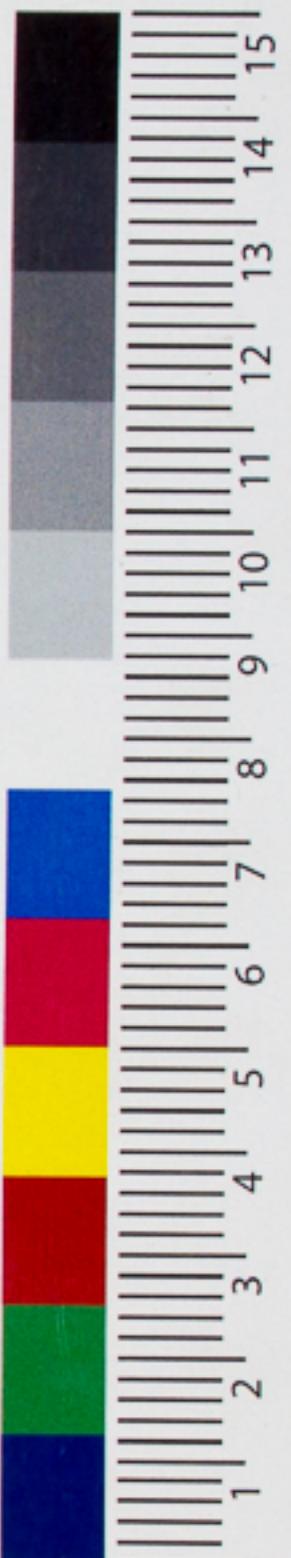
# ظل الہی

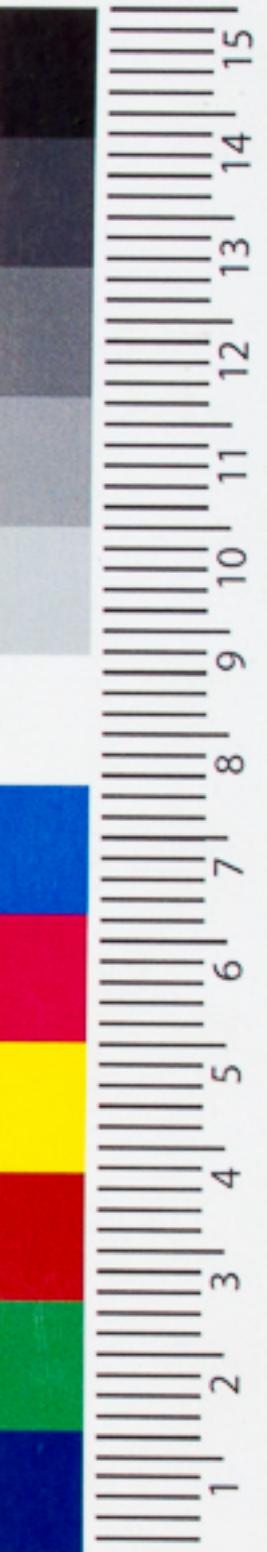
رجب ۱۴۲۶ء  
تیکست ام محسوں اک  
فرمیہ محلہ نہ بیری  
ماہ فروری ۱۹۰۸ء  
جلد ۹  
نمبر ۹

## فہرست مضمون

- |                                 |                             |
|---------------------------------|-----------------------------|
| (۱) سال گذشت کی خصوصیات         | (۵) عراق عرب میں دلکشا طرفی |
| ۳۲-۳۴                           | اوستے سال کا خیر مقدم ۵-۱   |
| ابدیہ صاحبہ میدتاں میں مراضا حب | سنر علی اکبر صاحب           |
| (۶) مختلف عمالک یعنی بہت        | (۷) دیانت                   |
| اور شادی کی رسوم                | بیگم صاحبہ                  |
| ۳۲-۳۳                           | (۸) دخیل مکالمہ             |
| محمد نظمت احمد صانعی تسلیم      | بلقیس بیگم صاحبہ            |
| خون کالج علیگढہ                 | (۹) ہمارا پہلا غمناک        |
| (۱۰) ملکہ بلقیس فرمائودے        | سفر اور ایک چڑا سرار        |
| ملک میں                         | خاتون                       |
| ۵۶-۵۹                           | صب صاحبہ                    |
| مولوی سید الدین صاحب            |                             |
| (۱۱) الطلاق                     |                             |
| ۵۵-۵۶                           |                             |
| مولوی عبد السلام (رنوی)         |                             |

جھوپہا ایسا نہیں جو حب اللہ ہے وہ طاہ مستحلبو کو نہیں شائع دیا  
(تیکست فریضہ)





## مقاصد و قواعد وضوابط

۱۔ اس سال کا مقصد خواتین ہندیں اشاعت و ترویج تبلیغ اور مکالمہ مفید و فکر آمد  
معلومات کا ذرا سمجھ کر نہ ہی سایی اضافیں یا ایسے اضافیں جو خلاف ادب و حیا ہوں یا جس سے  
خوبی سافرت و تصب پیدا ہو یا ذاتیات پر بینی ہوں شائع نہیں کئے جاوے گے۔  
۲۔ یہ رسالہ ہر افسوسی میں ایک مرتبہ رسالت بھیپال سے شائع ہو گا۔  
۳۔ قیمت سلاسلہ مع مخصوصہ اک سے رہو دوسرے حالت میں بیکی لی جاوے گی۔  
۴۔ اضافیں کے متعلق تمام خط و کتابت اڈیٹر کے نام اور رسائل و دیگر نامہ و  
پیام نیچر کے نام ہو ناچلہئے۔

زنانہ سلسلت ہر قسم کی اڈیٹریٹس نفل اسلطان کے نامہ سے کجاوے۔

۵۔ تمام صحاب و خواتین سے التاس ہر کخط و کتابت میں نام و میتہ صاف و  
خونخش تحریر فرمائیں پھون ہنگار براہ مہربانی اضافیں صفات خط میں اور فحکر کے ایک کالم پر  
تحریر فرمائیں، مصنفوں گلائی خواتین کا نام اگر اجازت دیجائیں تو طاہر کیا جائیگا وہ نہیں۔

۶۔ بہترین مصنفوں مکار خواتین کو ہر سال ۱۰ پیع الاول کو جو ضمود سکار عالیہ فرمائو وہ  
بھیپال کی ساگردہ صدر نشینی کی تابع پر سیدہ ہر ایک تخفیف موسم پہنچ سلطانیہ پر اور انہیں جائیگا،  
مصنفوں کا انتخاب لیدنے پکلب کی مشکلہ بھی کریں۔

۷۔ عالی اضافیں پر فیصلہ نفل اسلطان ۸ سے لیکر عہد تک اجرت دیجائیں اور  
اضافیں جوئیں کافی صد ایکٹھی کر کی جو زیارت قابل صحابہ مركب ہو اُن طالبات  
مارس ناث کے لئے نہ نہ نفل اسلطان میں ہو تصدیق لیڈی سپر فلٹ یا معلمہ داد اضافیں  
لکھ لیجیں تین الفا میں حصہ، میں حصہ کے مقرر ہیں جو سالہ تقسیم ہو گئے  
کے لئے اگر سال کا کوئی نہ بڑا پوچھ تو مایخ اشاعت ہو وہنے اور کتابیں اسکے بعد مکمل

# ظلِ سلطان

## سال کذشتہ کی خصوصت اور سال کا خیر مقدم

سال کی اخیرات کو عذرت آرائپے کمرے میں آرام کر سیا پر  
لیٹی ہوئی جنگلکار میں غوطے لگا رہی تھی کمرے میں لیمپ کی تیزروشنی  
پہلی ہوئی تھی لیکن عشرت آرائکی گاہوں میں ہر جھاڑ طرف اندھیرا احتا  
اور رہ رکروہ سرداہیں بے رہی تھی۔  
ایک دفعہ اس نے کسی قدر زور سے اُفت کیا اور آہستہ آہستہ کھو گئی  
سال کے آغاز میں میں نے کیا کیا ارادے کئے تھے اور کیسے یہ منصوبے  
قام کے تھے لیکن افسوس بہت سے تو پیری استی اور وعدہ فردا  
کے شکار ہوئے اور پہتھر کا دھورے ہی رہ گئے۔ کام جو کیا تو یہ کیا کیا کیا  
اور سور ہے یا ادھر ادھر گی باتیں بنائیں، وعدہ خلافیاں کیں غرض کہ سدا  
سال یوں ہی گدرا۔ ایک کام بھی خدا کی خوشنودی یا قوم کی بہتری  
کیا۔ افسوس صدھرا افسوس اس وقت جو میں مر جائیں

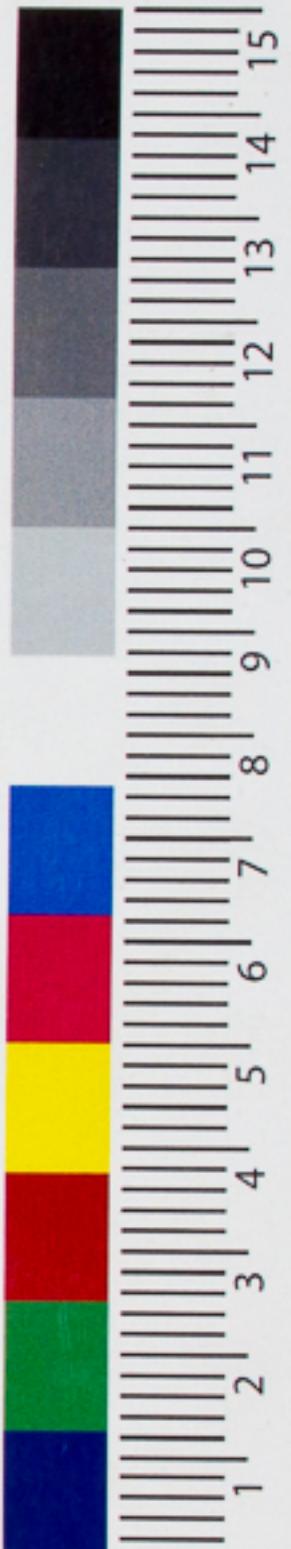


ممتاز درج رکھتی ہو تھاری ناسازی طبیعت اور غیر حاضری کے خیال سے جلسہ کا منعقد کیا جانا ملتوی ہو گیا اور اب تک یہ غریب بچے مردی کی تخلیف اٹھار ہے ہیں۔

یہستے ہی عشرت آر اکا لیکچر سن سے ہو گیا۔ اپنی غلطی پر نادھروئی اور کچھ دے والا کر ان بھون کو خصت کرنے کے خیال سے جیب میں ہاتھہ ڈالا۔ ادھر اور ہم تو لا تکن ایک پیسہ بھی دستیاب نہ ہوا۔ سچھکار دست صرف ملن لگی کہ اب کیا کرے۔ کچھ دیر بعد سر اٹھا کر دیکھا تو وہ ضیغہ مع ان بھون کے چلی کی تھی۔ اور عشرت آر انہما کھڑی ہوئی گزری وقت کو حضرت کے ساتھ یاد کر رہی تھی۔

عشرت آر انے پھر باغ کی جانب قدم بڑھایا لیکن تھوڑی دور نگی تھی کہ سامنے چند کم سن بھولی بھالی رکیں ملوں اور عالمیں سیچھی شکر حضرت بھائی ہوئی نظر آئیں ضیغین دیکھتے ہی عشرت آر کے باون زمین نے تھام کر کیونکہ وہ انھیں بخوبی پیچانتی تھی کہ یہ اُسی کے کنبے کی کم سن بیوائیں ہیں خنکاہ کے لئے کوشش ہو رہی تھی لیکن عشرت آر انے باعث نہ کہنا چاہتے تھے۔ لیکن عشرت آر کی سمجھیں نہ آیا کہ وہ کیا کہ گئے۔ ورسوائی سمجھ کر دیکھا اور یہ مخصوص پہچان اس سن میں بہاروں قسم کی مصیبیں جھیل رہی تھیں عشرت آر انہیں چاہتی تھی کہ ان سے آنکھیں چار کرے لیکن انھوں نے اسے دیکھا لیا اور اس پر لعنت سمجھی ہوئی نظر نے او جمل ہو گئیں۔ اب تو عشرت آر اکچھے ایسی پیشان ہوئی کہ ھٹپوں وہیں کھڑی آنسو بھانی رہی۔ اپنی ستی اور نادانی پر سچانی۔ دل سے وعدے کئے۔ امیدیں دلائیں کہ انشا اللہ تعالیٰ اب میں ضرور ان کاموں کو پورا کروں گی۔

تو ہنہم کے دروازے میرے لئے گھلے ہوں گے۔ یہ خیال آتے ہی وہ خوف اور تخلیف سے چلا اٹھی۔ رنگ زرد ہو گیا اور آنکھیں بند ہو گئیں۔ اور آہستہ آہستہ تسلی ہوئی اپنے وسیع پائیں باغ کی جانب چل کھلی جس کے خوشنما پھولوں پر نظر ٹپتے ہی دست شوق دراز ہو جاتے اور جس کے سرسبز درختوں کی ڈالیاں جھوم جھوم کر لوگوں کو مدعو کر رہی تھیں۔ ابھی وہ باغ سے فالصلہ پر تھی کہ چند مخصوص بچے سردى سے ٹھٹھرے ہوئے پھٹے پرانے کپڑے سے آنکھیں کر اس کے گرد جمع ہو گئے کہی نے آنکھیں پکڑا کسی نے دائیں اور چلا چلا کر رونے لئے عشرت آر ان لڑکوں کو پیچانتی نظری لیکن ان بھون کے رونے سے اسکا چکر پھٹا جاتا تھا۔ حیران تھی کہ انہیں کس طرح خاموش کراؤں۔ اتنے میں یہ آواز آئی۔ ”چھوڑ دو میرے بچے“ انھیں جانے والے عشرت آر نے جو نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ایک سفید پوش ضیغہ نظر آئی جس کا چہرہ فور سے منور تھا۔ اس ضیغہ کو دیکھ کر بچے روئے ہوئے بچے ہے اور عشرت آر اکی طرف اشارہ کر کے کچھ کہنا چاہتے تھے۔ لیکن عشرت آر کی سمجھیں نہ آیا کہ وہ کیا کہ گئے۔ اس لڑضیغہ کی طرف استفسار ان نظر سے دیکھا اور کہا کہ یہ بچے آنکھ سے کیون پڑتے کے اور میری بابت کیا کہ رہے ہیں۔ ضیغہ نے ایک دسر بھری اور جواب دیا۔ ”یہ مان باپ کے تیم بچے ہیں جنکی پرورش کا دار و مدار خدا کے رحم دل بندوں کی فیاضی پر ہے۔ امسال تھارے شہر میں جون ناز مجلس منعقد ہوئی تھی جس میں یہ طے پایا تھا کہ تیم بچوں کے لئے موسم سرما کا لیاس تیار کیا جائے اور تم نے بھی امنا و دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن وفا نہ کیا اور علالت طبع کی جو ٹیکھبر سیکھر شرپ جلسہ نہ ہوئیں۔ چونکہ تھا۔“

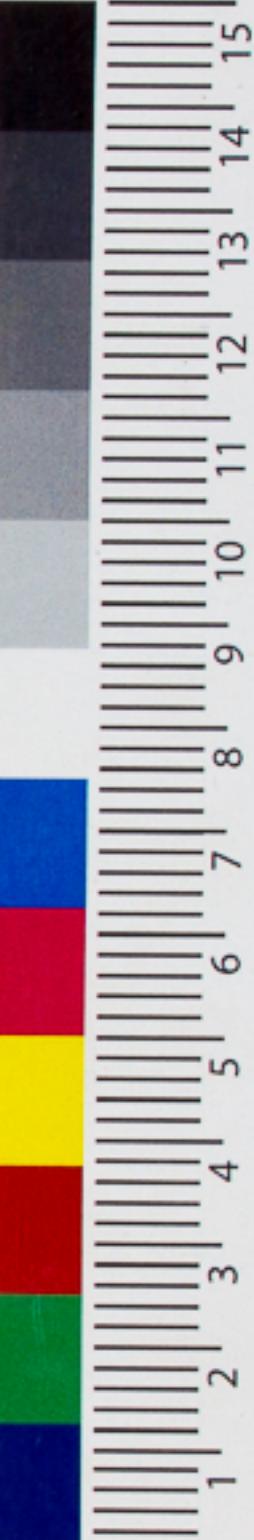


شوق گلگشت نے پھر عشت آرائے قدم آگے بڑھائے اور دل سو  
یہ باتیں کرتی ہوئی چلی کر اس باع کو ایک نظر دیکھ لون پھر گھپل کر انہی صوم  
روون کی نکایت کو رفع کروں گی۔ جو جن باع قریب ہوتا جاتا تھا خوشی  
کی لہر بجھ دل میں موج زدن ہوتی جاتی تھیں جب قریب پوچھی تو نگاہ شوق  
جانب باع دوڑ لئی دیکھا کا یقین تو بارا عرب، عمر سید شخص جس کے چہرہ کا  
ایک بڑا حصہ ڈال رہی اور موچھے نے چھپا رکھا تھا سیاہ لباس زیب تن کے  
باع کے دروازہ کے پاس استادہ ہے اور اسی کے جانب یکمہ زنا ہے  
ش جانے آن لگا ہون میں کیا تاثیر تھی کہ عشت آر آنکھیں چار کرتے ہی  
لرز کئی۔ ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ قدم اٹھانا دو بھر ہو گیا جسم میں سفنسی سی پیدا  
ہوئی۔ اس شخص نے اس کی طرف غور سے دیکھا اور صاف اوپھی آواز  
میں کہا:-

”سیر انام ملک الموت ہے۔ چکم با عنان و قضا و قدر تھاری روح  
قبض کرنے آیا ہوں۔ اب تم بیان سے پھر کر نہیں جا سکتی ہو“  
یہ سنتے ہی عشت آرازوہ سے چلا اٹھی۔ سر پھر گیا اور زمین کی طرف  
چک گئی۔ آنکہ جو کھلی تو وہ باع و بھار اور سارا تاشہ درہم بڑھم۔ وہ تھی  
احسن کا کمرہ، اور اسی طرح آرام کر سی پر لٹبی ہوئی تھی۔ اس خواب کے  
دیکھنے سے چھہ ایسی پریشانی ہوئی کہ دنیا و ما فہما کسی کی جنم رہی جب مرغ  
بانگیں دینے لگے تو جنک کرا دھر اُدھر دیکھا۔ شبِ ظلت خست ہو چکی تھی  
ستارہ سحری چک چکا تھا اور ”اشد اکبر“ کی پر جلال آوازیں مسجدوں سے  
آرہی تھیں۔ بھکڑو صوکا دلی عقیدت مندی اور خضوع و خشوع کے ساتھ نماز  
پڑھی۔ جس وقت اپنے گناہوں کی سعافی کے لئے عاجزی کر رہی تھی تو آں وہ بکو

سلسل تاریخیوں کی بڑی کی طرح اُسکو خساروں پر چک رہے تھے اس فہ  
پر درود بھی میں التجاکی۔  
”بین نادم ہوں کہ گذشتہ سال میں نے کوئی اچھا کام  
نہ کیا۔ یہ صرف تیری مہربانی تھی کہ تو نے مجے یہ موقع دیا کہ میں  
اپنی کھیلی غلطیوں پر پشاں ہوئی اور آئندہ کے لئے راست  
اختیار کروں۔ میں تھے حاضر و ناظر سمجھ کر پے دل سے  
اقرار کرتی ہوں کہ اُن کاموں کو جھینیں میں نے گذشتہ  
سال میں نہ کئے اور جن کے نہ کرنے کی وجہ سے آج  
پچھتا رہی ہوں۔ اُنھیں اس سال ضرور کروں گی اور  
جو کام ادھورے رہ گئے ہیں۔ آنکہ نیل کروں گی۔  
تو مجھے یہ توفیق دیکھ میں ان ارادوں کو پورا کر سکوں  
اور سال کے اخیر میں یہ سوچ کر مسرور ہو سکوں کہ میں فہ  
اس برس میں اتنی ترقی کی اور اتنی بڑا سیان اپنے  
دور کہیں۔ آمین“

زیب النسا  
چہپڑہ



## دیانت

یہ ایک لازمی اور لقینی امر ہے کہ جہاں دریا میں درشوار پیدا ہوتے ہیں وہاں کنکر تھجھی بہت زیادہ موجود رہتے ہیں جس سعدن میں الماس یا قوت نیلم زمرہ بکثرت دستیاب ہوں وہاں سنگریزی ریت اور مٹی کے انبار بھی ہوں گے جس باعث میں شیرین اور لذیذ یوں پیدا ہوتے ہیں اسی میں ترش اور بد مزہ پھل بھی ضرور ہوں گے پچھوalon کے خوبصورت درختوں کے ساتھ بندگی نہ ہر طی خاص بھی موجود نہیں جیکہاں میں خلاق عالم نے ہر چیز پیدا کر دی ہے تو کیا وجہ کہ عالمون میں جاہل نیک بندوں میں مفسد اچھوں میں یہ رحم دلوں میں ظالم بہادر ون میں بزدل نہ دھانی دین۔

جس طرح سونا اور چاندی آگ میں جلانے سے اپنے کھوٹے اور کھرے ہونیکا اقبال کرتے ہیں اسی طرح جو آدمی حقیقت میں شریف اور دیانت دار ہیں ان کو اگر ہم تحریر کی شرافشان آگ میں ڈالکر دیکھیں تو ان میں صدھا خوبیان نظر آؤں گی جس طرح درخت اپنے تمکھی سماں جاتا ہے اسی طرح انسان اپنے چال جلنے سے پچانا جاتا ہے چال جلن گویا ایک صاف و شفاف آئینہ ہے جسیں انسان کے باطنی حالات کا علیحدہ طور پر معلوم ہوتا ہے انسان کی شرافت اور دیانت بیرونی مسلکات اور ظاہر اشان و شوکت پر سرگز نہیں بلکہ باطنی خوبیوں پر موقوف ہے۔

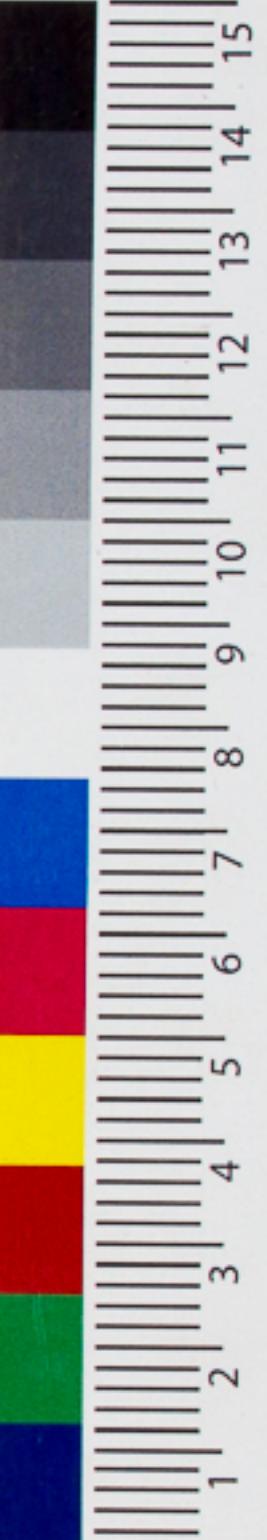
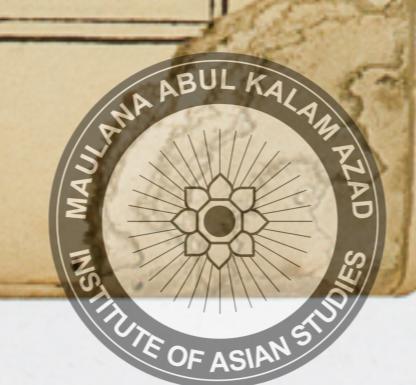
نیک آدمی خواہ کیسا ہی سیقم حالت میں ہو اس کے درختان جو ہر بغیر اپنا علمس ڈالے ہوئے نہیں وہ سکتے دنیاوی احصار دیانت داری پر

اور عزت نیک چلنی پر موقوف ہے۔

شریف اور دیانت دار اشخاص دنیا میں اسی طرح ہیں جیسوں تاج شاہی میں دُرستا ہوا رہے بلغ جس میں بہار نہ ہوئے کار اور وہ چین جہیں مگل نہ ہو فضول ہے۔ اسی طرح دنیا میں اگر نیک نہاد انفاس نہ ہوں تو محض بے سود اور ناکارہ ہے۔ مقد میں کے آئین اقوال ہکواں بات کی تعلیم دیتے ہیں کہ ہم متین آدمی کا انتیاز کس طرح کریں۔ دولت و ثروت کا خمار اکثر انسان کے چال جلن کو غراب کرتا ہے۔ ایسے لوگ بہت کم ہوئے جنہوں نے دولت مند ہو کر نیک چلنی پر اپنا عدل آمد کھا ہو۔ سیارک میں وہ لوگ اور سختی ہیں سچی شہرت و نیکنامی کے جواباً وجوہ حصول دولت کو اعتدال سے قدم آگئے نہیں پڑھاتے اور نیک چلنی اور دیانت کو اپنا سلک بنائے ہوئے ہیں۔ قناعت دیانت کا جزو و اعظم ہے جو اس بیش بہا جوہر سے خالی ہے۔ وہ انسان کملانے کا سختی نہیں۔ بے صبر انسان ہیئتہ ذلیل و خوار رہتا ہے۔ دنیا کی دولت اگر اس کے ساتھ رکھ دیجائے تو بھی اس کی تسلی نہیں ہوتی۔ دنیا میں کسی چیز کی ہیئت پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ پتیل پر اگر سونے کا طبع کر دیا جائے اور لوگ دھوکا بھی کھا جائیں۔ مگر خندر و زکے بعد فتح سچائی کی ہوگی۔

ایک عالم کا مقولہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ ایک رتی نیک و پاکیزہ زندگی میں بھر علم کے برابر ہے ۱۰ اس سے یہ مطلب نہیں کہ علم کچھ چیز نہیں بلکہ علم کے ساتھ ایک عمل ہوناشد ضروری ہے۔ ۱۰

علم حنداں کے بیشتر خوانی چون عمل درتویت نہادی ہر فرد اپنے کو چاہے کہ امین بنے دنیا میں معاملات کی کیسوئی اور



اور آخرت میں اعمال کی جو ابھی اُس امانت داری پر موقوف ہے خداوند عالم کی طرف سے ایک امانت ہی ہو الی چیز عطا کیجئی ہے جسکی وجہ سے پیر انسان عقلمند عابد و صالح خدا ترس و راست گفتار۔ فاغ البال و ولسمند شخص بن سکتا ہے۔ غرض امانت دار انسان دین و دنیا میں آسانی کیا آتے بازی لیجا یگا۔

### خاکسار بیکم

از بلگرام

## د پھپ مکالمہ

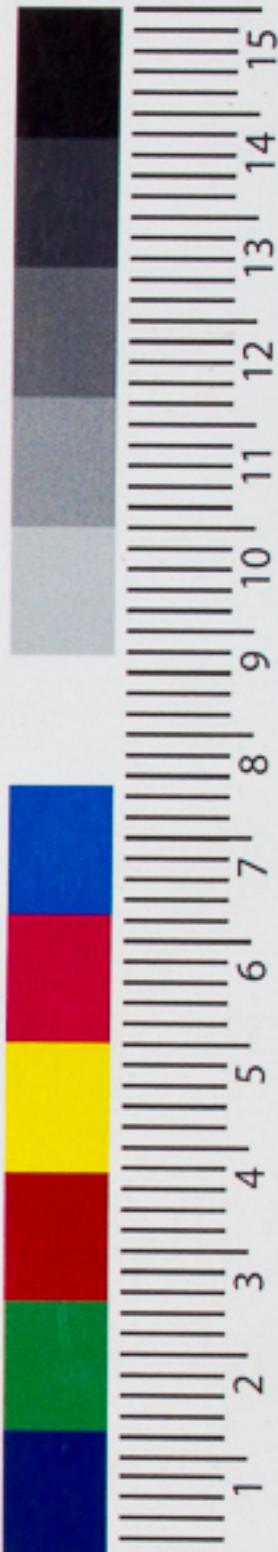
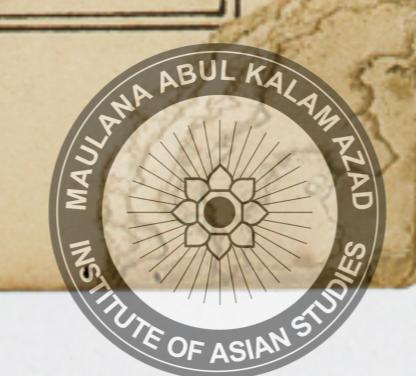
عزیز جہان اپنی چھپری این فیروز جہان کے پاس تین چار روز سے آئی ہوئی ہے جو نکد دلوں ہم عمر ہیں۔ اس لئے اکثر ساتھ ہی انھی مبینی ہیں۔ عزیز جہان کو معمولی تعلیم دلانی کی ہے۔ اتنی ہی فیروز جہان کو بھی اسکر والدین نے دلائی تھی۔ مگر فیروز جہان اپنے دلی شوق اور کوشش سے عزیز جہان سے بہت آگے بڑھ کی ہے۔ عزیز جہان کی طبیعت ہی قدر تی طور پر سست کا ہل واقع ہوئی ہے۔ سپرمان کی محبت جو کو محض جاہل ہے۔ کو فیروز جہان کی والدہ بھی جاہل ہے۔ مگر فیروز جہان قدر تی طور پر ہیں ملنسار خلائق نیک طبیعت ہے۔ عزیز جہان دیسے تو خاص ملسا خوش خلق ہے مگر بعض دفعہ اپنی تعلیم میں مجہود اکثر سہیلوں وغیرہ میں نہادست انعامی ہے اکثر وقت وہ خندوں با تو نیکن گزارتی ہے مگر فیروز جہان نیک عکس طبیعت پائی ہے۔ ہر وقت

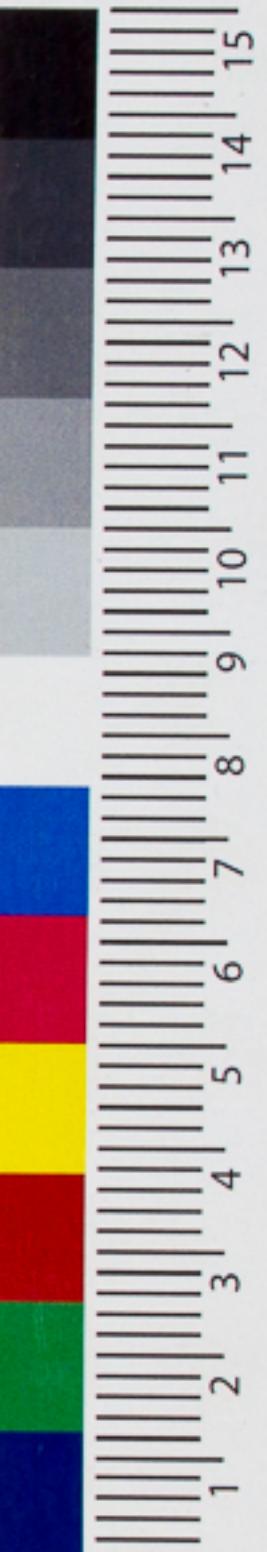
کسی نہ کسی شغل میں لگی رہتی ہے۔  
سہ پہ جبکہ فیروز جہان سب کاموں سے فراغت پا کر رسانہ طلطلہ  
کا مطالعہ کر رہی تھی۔ کہ عزیز جہان بھی کے پاس سے ہو کر فیروز جہان کے پاس  
آئی اور تیوری بدلت کر کما۔

عزیز جہان۔ اسے ہے آپ تو ہر وقت ہی ان موئی کتابوں یا کام کا ج میں لگی  
رہتی ہیں آپ کی طبیعت نہیں گھبراتی۔ ایک دو روز میرے وسط  
ہی فرصت کا وقت نکال لیں۔ کوئی خدا نہ کرے آپ کو نگز کری کرنی  
ہے جو ہر وقت پڑنے کا دھیان لگا رہتا ہے۔ اس سے چھوٹی ہیں  
تو سینے پر دنے میں لگ جاتی ہیں۔ ایک یاد و گھری آرام سے  
بیٹھ کر بھی مجھے سے بات نہ کی۔ ہر وقت کی مصروفیت سے شاباش  
آپ کی طبیعت نہیں گھبراتی۔

فیروز جہان (جو رسالہ کے مطالعہ میں بالکل محظی چونکر) ہیں! عزیزہ پیاری  
یہ تم میرے پڑھنے لکھنے کی بابت کیا کہہ رہی ہو۔ کیا تم کو میرا ہر وقت  
مصروف رہنا برا معلوم ہوتا ہے۔  
عزیز۔ ہاں ہر وقت کا مصروف رہنا تو اتفاقی مجھے برا معلوم ہوتا ہے تھوڑی  
دیر تو آرام سے شیخے۔

فیروز۔ عزیزہ پیاری جملکو مصروف رہنے میں ہی آرام ملتا ہے۔ دوسرا  
اسکے علاوہ میں خود اپنا وقت یکارکھونا نہیں چاہتی۔ کوئی نہ دن  
مجھے بہت عزیز ہیں۔ عزیز یون ہیں کہ پھر پر فرست کا زمانہ سر  
نہیں آئے گا مجھے اب کا ایک ایک منٹ کروڑوں روپیہ سے  
زیاد قیمتی ہے۔





١٠

عزیز۔ ربات کا مکر ای کیون کیا آجھل کے دن آپکو کوئی روپیہ تھوا ہی سمجھ دیتے ہیں جیسے اور دن ویسے ہی یہ دن۔

فیروز۔ نہیں عزیز تم غلطی پر ہو یہ دن پھر بھی نہیں والپس آسکتے چاہے تم کروڑوں روپیہ صرف کرو جب بھی ان گذرے ہو یہ وقت میں ایک منٹ بھی والپس نہیں مل سکیگا۔ اور پھر تم افسوس کرو گی کہ کاش وہ وقت پھر والپس آجائے۔

عزیز۔ آخر بھی تو بتایا جائے کہ ان دونوں میں کیا خصوصیت ہے۔ فیروز۔ بن سنوکار پنے کازماز بہت آرام اور سینکڑی کا ہوتا ہے ہمچنان کہ خوب قدر کریں اور جہان تک ہو سکے تعلیم حاصل کے جاویں کیونکہ ہمکو پھر بھی ایسا وقت نہیں مل سکا جو آرام سے حصول تعلیم کریں۔

عزیز جہان۔ واہ بن اب کیا بڑھے ہو کر بھی تعلیم حاصل کے جاویں پڑھنے کی بھی کوئی میعاد ہو ہم عورتوں کے واسطے تو دس سال کی عمر تک کافی ہے۔

پھر بھی ضرورت نہیں۔

فیروز جہان۔ کیون پھر ضرورت کیون نہیں۔ اور ہم کو یہ کس طرح معلوم ہوا۔ کہ ”بڑھے ہو کر بھی تعلیم حاصل کے جاویں“ پیاری عزیز جہان علم وہ دریافت کہ جس کا کنارہ نہیں۔ یہ مت سمجھو کر چاہتی میں پڑھنے اور سمجھہ لیا کہ عالم فاضل بنے۔ جتنا پڑھو اتنا ہی تھوڑا ہے۔ الگرسی عالم سے پوچھا جائے کہ کیا پورا علم پڑھ لیا تو وہ بھی کہیکا کہ ”سہنوز علم ادھوار پڑھا ہے“ وہ بھی یہ نہیں کہہ سکیگا کہ میں تمام دنیا کے علمون سے واقع ہوں۔ دوسرا فقرہ جو تنتہ کہا ہے کہ ”بڑی عمر میں بھی علم تحصیل کے جاویں“ پیاری بہن علم کو ہر عمر میں حاصل

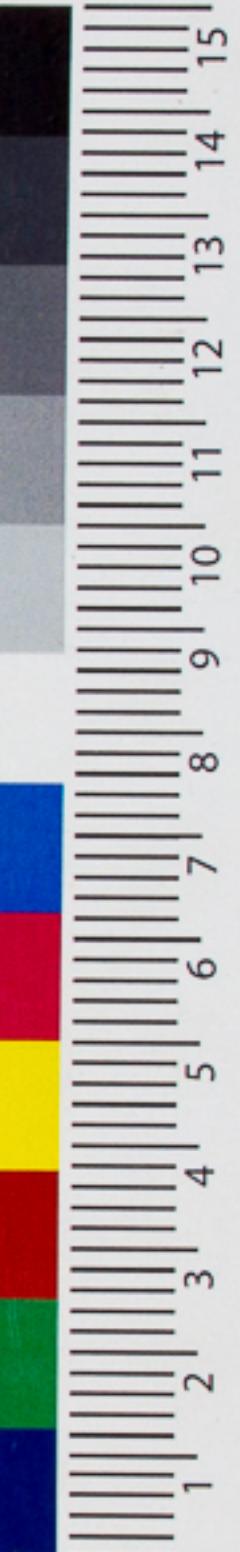
۱۱

کرتی رہو۔ شیخ سعد عیّہ کا یہ کامہ فول ہے کہ ”علم پڑھا پے میں بھی حاصل کرتے رہو“ واقعی آب زر سے لکھنے کے قابل ہو۔ تمہارا فقرہ یہ ہے کہ دس سال کی عمر کے بعد پھر عورت کو تعلیم کی ضرورت نہیں“ یہ لفظ تمنہ کمان سے نہ یا اپنے دل سے ہی سمجھ لیا کہ دس سال کی عمر تک ہم مستورات کو تعلیم دیجائے۔ بعض بیسوں کا خیال ہو کہ چودہ سال کی عمر میں لڑکی پوری عورت ہو جاتی ہے۔ مگر نہیں مجھے یاد نہیں۔ میں نے کس رسالہ میں یہ پڑھا تھا کہ عورت چالیس برس کی عمر میں پوری عقلمند اور تجھ پر کا عورت بنتی ہے اسکے علاوہ کیا عورتوں کی عقل مردوں سے کچھ کہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ عورتوں کا دماغ بُن بُنست مردوں کے اچھا ہوتا ہے۔ پھر کیا وجہ جو تعلیم میں کمی رکھی جاوے۔ پھر کیا تم نے اس بارے میں یہ حکم نہیں سن۔

طلب العلم فریضہ علی کل مسلو و مسلو

یعنی طلب کرنا علم کا فرض ہے۔ ہر مسلمان مرد اور عورت پر۔ عزیز جہان۔ لمحے ہے آپ نے تو خاصا لکھری دیدیا۔ لیکن چونکہ آپ نے ابھی شروع کی ہے۔ اور میرے بہت سے ناقص خیالات کی تردید ہو رہی ہے۔ اور ہو گئی ہے۔ اس سے چاہتی ہوں کہ اب پورا اطمینان ہی کیون نہ کروں براۓ مہربانی ذرا یہ بھی تباہیں کہ تعلیم کے کیا کیا فائدے ہیں۔ اور ہم تعلیم سے کیا کیا فائدے اٹھا سکتے ہیں؟ فیروز جہان۔ کیا تم تعلیم کے فائدے بھی نہیں جانتی۔ میں کیا اس کے فائدے بتاؤں وہ تو خود ہی انہم انہم ہیں۔ اول تو میں بیماری جو کہ پوری





اُردو سے بھی واقع نہیں کیے بنا سکتی ہوں۔ لیکن جہاں تک میرا  
علم مجھے مدد دیتا ہے۔ تو کو علم کے فائدے بھی بتاتی ہوں۔  
اول تعلیم یا فتحہ بی بی اپنے خاوند کو ہمیشہ خوش رکھتی ہے اور خاوند  
کی خیرخواہ ہوتی ہے۔  
دوم انتظام خانہ داری میں خوب کفایت شعراً اور عقائدی ہو  
کا ملکی ہے۔

سوم پروفس اولاد میں خوب اختیاڑ رکھتی ہے بچے لاٹی اور بیٹت نہ  
ہوتے ہیں جو کہ ملک کے خیرخواہ اور ملک کے بھی خواہ ہوتے ہیں۔  
چہارم تعلیم یا فتحہ بی بی خود بھی اپنی قوم کے واسطے باعث فخر ہوتی ہے۔  
ان سب خوبیوں کے علاوہ اگر تم سینے پر وسے کھانا پکانے پر وس  
الفال دغیرہ دعف ناواقف ہو اور صرف تعلیم ہی حاصل کئے ہوئے ہو  
تو ان سب مشکلات پر غالب آجائے گی۔

عزیز جہاں دیات کا نکل مگر وہ کس طرح غالب آؤں گے جب ایک میکاہی  
نہیں تو پھر کیسے کریں گے۔

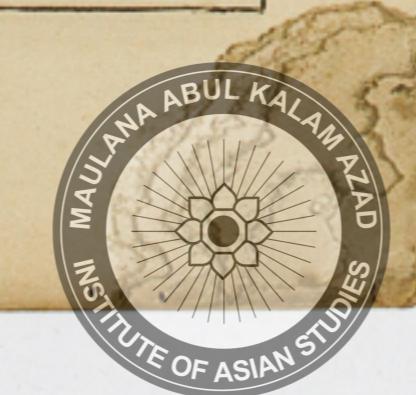
فیروز جہاں عزیزہ پیاری کتاب میں جس طرح ہدایات ہوں۔ ان پر کاربند ہوئा  
چاہئے۔

عزیز جہاں۔ ان یہ بات واقعی ٹھیک ہے۔

فیروز جہاں۔ اگر تم اوپر کے تمام کاموں سے واقع ہو اور علم سے محروم ہو  
تو یہ سمجھو لو کہ چند نہیں سیکھا۔ سب سے پہلے تعلیم حاصل کرو یونکہ دنیا کے  
سب ہنروں اور کاموں کا جزو اعظم ہے۔

عزیز جہاں۔ لیکن پھر انگریزی کی تو ضرورت نہیں صرف اُردو ہی کافی ہے۔

فیروز جہاں۔ نہیں آجھل اس کا سیکھنا بہت ضروری ہے کیونکہ آجھل انگریزی  
کا ہی ہر طرف سکھے۔ ہر کام کا ج انگریزی میں ہوتا ہے۔  
عزیز جہاں۔ اچھا ب بتائیے کہ میں کس سے پڑھا کر وہ اما جان اس تانی کے  
بلانے سے مخالفت کرتی ہیں۔ ابا جان اسکوں نہیں سمجھ سکھنے کا پی  
کیا کروں۔ سچ کتنی ہوں پہلے مجھے علم کے حاصل کرنے کا شوق تھا لیکن  
جب سے امان جان اور ایسا جان مخالفت ہوئے ہیں۔ میں بھی چپ  
ہو گئی۔ اور یہ سمجھ لیا کہ میری قسمت میں ہی علم نہیں ہے۔  
فیروز جہاں۔ نہیں ہیں یہ تمہارا اغلط خیال ہے۔ کو شش کروں مثل مشورہ ہے  
کہ خذہ بہت ملیے کا حادثی سے تم جو اتنا وقت فضول بالتوں میں گزارتی ہو  
اس ہی وقت کو پڑھنے لئے سینے پر وسے میں صرف کرو تو تعلیم  
بھی جان اور چھا جان بھی اسی نکسی وقت تک سو بیت دیدیا کریں گے۔ دراصل  
ہماری مہندوستانی ہنوں میں فضول گوئی کی بہت بڑی عادت ہے  
وہ اپنا قیمتی وقت یوں ہی غیبت چلی جھوٹ بول کر صاف کرتی ہیں  
اگر مغربی ہنوں کی طرز نہ کی دیکھی جائے تو ہم بلا بیان الغیر کہہ سکتے ہیں  
کہ یہ تو اپنے ذرا ذرا سو وقت کو کام میں لے ڈھیں کیم میں کامیابی عمر ہی  
فضول بالتوں میں گزار دی۔ تم یہ اڑاum قسمت پرست لگاؤ کو علم  
نصیب نہیں ہو گا۔ یہ کم غنی کی دلیل ہے۔ پیاری عزیزہ تم اپنے  
وقت کو بکار نہ کھو۔ اگر تم اپنی پڑی ہوئی کتابوں کو بار بار پڑھو گی  
تو یہ بھی خاصہ علم میں ترقی دیتی ہیں۔ دیکھو جمنی عالم کیا کہتا ہے وہ  
کہتا ہے کہ اس دنیا میں کاملوں کی مانند اور کوئی دوسرا شخص فضول خی



سکھا دو نگی۔

عزیز جہان۔ ہاں یہ آپ بالکل چیک کتی ہیں اور میں افتخارِ السد ضرور ایسا ہی کروں گی امید ہے ماں جان آپ کے پاس اکر سکھنے میں توہر گز بھی منع نہیں کرنگی۔

اتنے میں عزیز جہان کی ماما آگئی اور کہا۔ صاحبزادی آپکی ماں نے بلوایا ہے۔ میں گاڑی لے آئی ہوں۔

فیروز جہان (پوچھنکر) ہائیں۔ کیا ہب تن بھی سے چلی جاؤ گی۔

عزیز جہان۔ ہاں بہت روز سے آئی ہوئی ہوں اب تو اجازت دیں۔ افتخار اللہ جلدی ہی پھر آؤ گی۔ کیونکہ آج سے تو آپ بیری اُستانی مقرر ہو گئیں ہیں۔

فیروز جہان۔ مسکرا کر اچھا خیر لون خدا حافظ۔

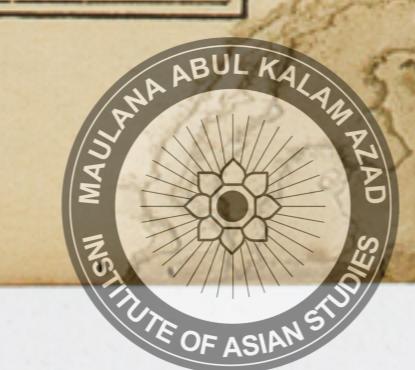
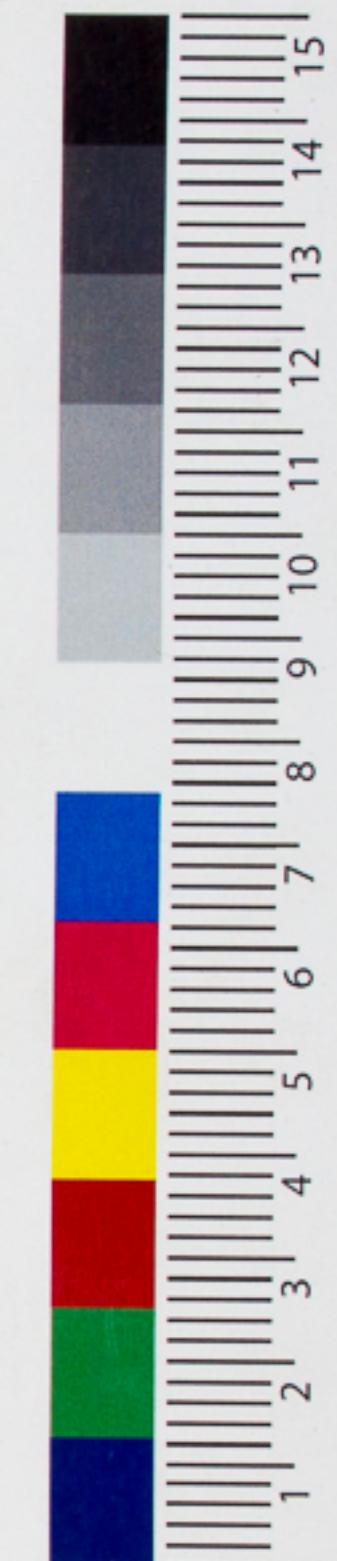
عزیز جہان۔ اللہ ہم بہان۔

اس روز کی فیروز جہان کی تقریر سے عزیز جہان کے دل پر بہت اثر ہوا۔ اور وہ ایسی کوشش اور محنت سے ٹھہر ہنے لگئے اور بینے پر نے میں لکی کچھ تو خوب ہی علم میں ترقی کی اور دونوں کے ماں باپ نے جب ان کا استقدام شوق دیکھا تو اسکوں میں داخل کر دیا۔ چار پانچ سال ببا اُٹھیں میں پاس ہو گئی پھر دونوں کی شادی ہو گئی۔ عزیز جہان تو اپنے چھپرے بھائی صیارا اُگسن بی۔ اے۔ ڈبی کلکٹر سے بیا ہی گئی۔

فیروز جہان شفیق احمد ایم۔ اے سول سرجن سے بیا ہی گئی۔ دونوں بہت خوشن و خرم ہیں۔ آرام سے زندگی بسرپوری ہے

ہمیں ہے۔ اگر وقت یچھی طرح استعمال کیا جائے تو اسیں شک ہمیں کہ وہ بڑا بیش قیمت ہے۔ وقت کا جو حصہ گزر جاتا ہے وہ کسی طرح سے بھی واپس نہیں آ سکتا۔ "زک لوگوں میں شہو رجہ کہ شیطان ہمیشہ عاقل آدمیوں کے واسطے غفلت کا پردہ لے پھرتا ہے۔ مگر مشکل سے وہ بعض وقت ہی کامیاب ہوتا ہے لیکن برخلاف اس کے کہست اور کامل لوگ خود بھی طیان کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں اور آپ اس کے شریک ہو جاتے ہیں۔" پڑھنے لگئے کے علاوہ تم دستکاری میں ہی کچھ قابلیت حاصل کرو یورپیں مستورات کو الگ ہی دیکھو تو وہ اپنے ذرا سے وقت میں جوانخیں گھر کے کاموں سے بچتا ہے۔ ہھر کی آرائشی چیزوں کے کام مبنی ہنر میں صرف کرتی ہیں۔ ایکبار میں ایسی دوست میں ایسی ٹکڑے ہائی۔ ہر جگہ دیوار پر اسکے اپنے اور انکی والدہ کے اتھکی بنائی ہوئی عمده تقویتیں لٹکائی ہوئی تھیں۔ پھر ایک بار جمیش بائی کے ہائی تو اسکے ہاں جا بجا کرو شیخہ وغیرہ کی بی ہوئی چیزوں رکھی ہوئی تھیں۔ میسر پوش طاقوں کے خلاف کرسیوں کے صوف تماں اسکے ہاتھ سے بننے ہوئے تھے۔

عزیز جہان۔ ہھر میں یہ کام کس طرح ہے؟ فیروز جہان اور تم دونوں ابتدائی تعلیم میں کیا تھا جب آپ کا پڑھنا لکھنا چھوڑا یہی میراچ پڑھوڑا دیا گیا۔ مگر اب مقابله کر دو صرف میں اپنے دلی شوق سے تم سے کتنا آگے بڑھ لیتی ہوں۔ یہ کام تو تم اگر مفتہ میں ایکبار بھی اگر میر سے پاس آ جایا کرو گی تو بہت حسدی



خدا ہماری سب ہندوستانی بہنوں کو علم کا شوق دے جیسا کہ ان  
دونوں لڑکیوں میں تحدیر آئیں) فقط

”بلقدین سیکم“

از حصار

## ہمارا پہلا غمناک سفر اور ایک پُر اسرار خاتون

دسلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو ظلِّ السلطان ٹاہن جنوری (۱۹۱۴ء)  
پہاڑوں کے درمیان ایک ریاست ہے نیپال وہاں کے باشندے  
چونکہ زیادہ تر ہماری نسل سے ہیں اس لئے بہت قد آور اور چوڑکی سینے کے  
ہوتے ہیں۔ غصوصاً وہاں کی عورتیں زیادہ مضبوط ہوتی ہیں۔ ایک ہماری  
عورت جو بطور تعزیت آئی تھی اُس کو میں نے دیکھا اور اُس کے ہمراہ میں  
عورتیں اور تھیں انکے سیاہ رنگ اور چھوٹی آنکھیں بہت لے اور چڑیے  
ڈیل تھے۔ اسپر انہوں نے اپنے بال سمیٹ کر چند بیمار ایک موچنے کے ٹکرے سے  
کس لئے تھے۔ لباس میں صرف ایک لما کر تھا جو گھٹنون تک پہنچ گیا تھا  
اور چوتھا سا نکٹا اسرار تھا کہ اتنا دبیر تھا کہ ست روٹی ہو سکے۔ لیکن پھر ہر ایک  
لجمہ میں ہشیر نے کہا کیا تم لوگ پاتنجامہ سنتے کی صورت نہیں سمجھو ہو؟  
ہماری زبان وہ بالکل نہیں سمجھی۔ مگر شیخانی سے معلوم ہوا کہ ہمارا ٹوکری

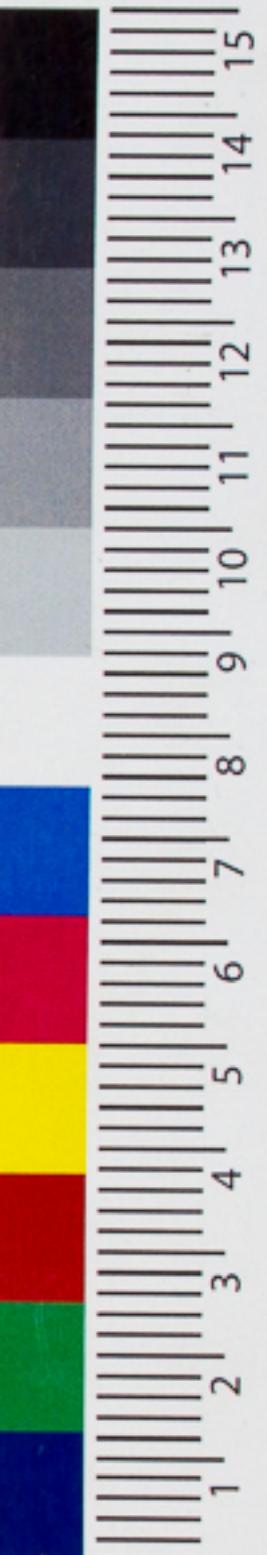
لہ مونج ایک قسم کی ٹھاس ہے جو ملائم ہونے کی وجہ سے اکثر ٹوکریاں بنانے کے  
کام میں آتی ہے۔

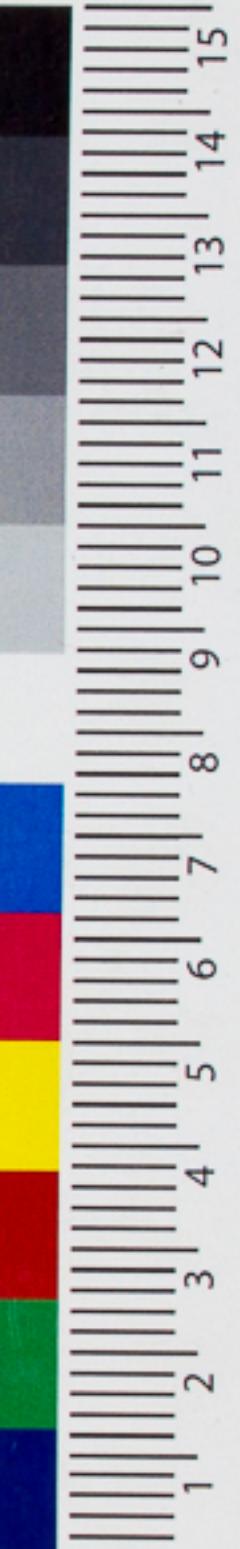
لوگ صرف اتنا ہی سنتے ہیں اور جب تک رڑکی کی شادی نہیں ہوتی ہے  
وہ بیماری اس سے بھی محروم رہتی ہے زیادہ سے زیادہ صرف ایک ڈربنی  
اوڑھ میکتی ہے۔ لیکن ناکھراڑکی کو یہ کرتے نہیں پہنا یا جاتا۔ ایک رڑکی کی  
طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ بھی کنواری ہے جو صرف سر پر ایک بھکڑا ڈالے  
ہے۔ ہم لوگوں کا خیال تھا کہ شایر مغلیٰ کی وجہ سے اتنی بڑی رڑکی بہت  
ہے لیکن اب معلوم ہوا کہ جب تک شادی نہ ہوگی اس بیماری کی عربی  
دفعہ نہ ہوگی۔ رڑکی کا سن دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ چھپے برس کی ہے  
جبکہ ہم نو دس برس کا سمجھ رہے تھے۔ خوب تدرست اور فرض تھی۔ ان  
لوگوں کے قوئے بتدار ہے تھے کہ صرف دیکھنے کی ہی نہیں ہیں بلکہ دراصل  
طاقوت ہیں۔

جھکلو اس وقت اپنی ہندوستانی بہنوں پر سخت افسوس ہوا جو کہ  
اس وقت فی صدی ننانوں سے افکار میں مبتلا ہیں اور تند خونی کو اپنا جو ہر  
سمجھ کر بعد مزاجی سے صحت کو ہاتھوں سے گنوں بھی ہیں اور مثل مریضان دفعہ  
کے مابین العلاج ہیں۔

یہ عورتیں گوہاری نظروں میں بہت بد نما ہیں لیکن ان کا چہرہ  
بشاش اور توئے طاقتوں میں ہیں۔ یہ لوگ روٹی کو نہیں جانتے کہ کیا چیز ہر انکی  
غذاء ال چانوں یا خود روساگئے تاہے۔

یہ عورتیں مونج کا کام ٹربے سلیقہ اور دیکپی سے بناتی ہیں۔ انکے  
ہاتھ کی بندی ہوئی ٹوکریاں اور بچوں کی ٹوپیاں، کپڑے رکھنے کے قابل ٹپکے  
میں نے دیکھو اپنی حیثیت میں بہت خوشنا تھے سنتی ہوں کہ یہ لوگ  
مونج کا زیور بھی بنائ کر سنتے ہیں۔ ہماری باتیں سُنکروہ عجیب وحشت سے





دیکھ رہی تھیں جس سے ظاہر تھا کہ وہ بھی کچھ کہنا چاہتی ہیں۔ شیخانی سوجہ ہوئی اور وہ بتین کرنے لگی۔ حمایتی بات سمجھنے میں خود کوشان تھے چونکہ دو ایک لفظ بجا شاکے بھی ان کی گفتگو میں آئے اس سے معلوم ہوا کہ وہ جانے کی اجازت چاہتی ہیں۔ ہم نے منظور کیا۔ جلتے وقت الحکون نے ایک چونٹی سی جھاڑ و جس کے لئے باش کے بہت چکنے تراشن ہوئے تھے ہم کو تھنڈائے اور سام کر کے جائیں۔

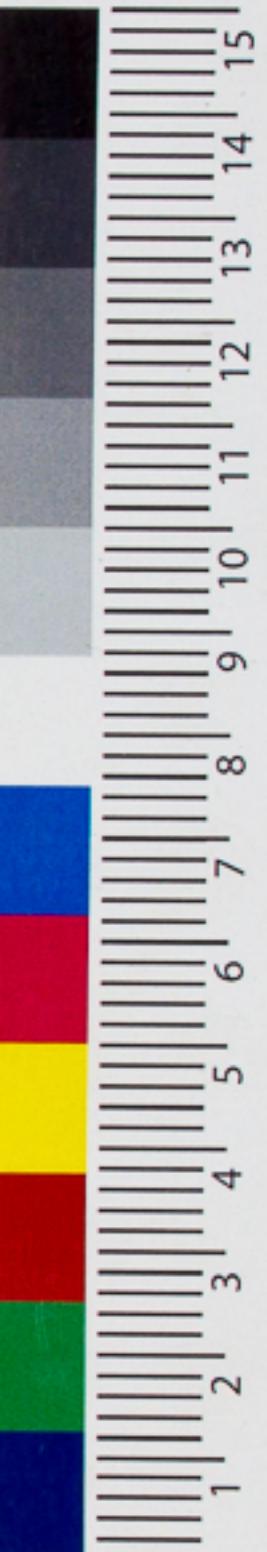
شیخانی سے معلوم ہوا کہ اس کا نام متنکری ہے۔ دیہاتی لوگ بجا سے کنگھی کے اس کو استعمال کرتے ہیں ہنہشیرہ صاحبہ بولین کہ دراصل پھاڑیوں کے سرو اسی قابل ہیں کہ ان میں جھاڑ و دیجائے۔

صحح کو مولوی عبد الغفور صاحب کی اہلیہ نے ایک صاف سیرہ خوان پر بحکمتا ہوا خوان پوش ڈالکر بہت تکلفت کے ساتھ ہمارے سہر جھنگو کے بہترین تھیں بھیجے خوان کے اندر پ۔ پیسیں تھیں۔ ایک میں زرد و خربزہ جو کہ پختہ ہو کر سرخ ہو گئے تھے۔ دوسرا میں زرد لکھوٹ کی صورت کے لیکن اندر سے نارنجی کی مانند گودا بھرا تھا اس کا نام طوبی تھا۔ ایک میں لگر ایک میں بیرکی صورت کی کوئی چیز تھی۔ بس یہ دہان کے عمدہ ہمدرہ رئیس آدمیوں کے قابل بھیں ہیں اور غریب تو خدا معلوم کیا کیا خود و دختوں کے پھل کھاتے ہیں۔ ہم نے ان کے تھنہ کو بہت خوشی سے کھایا لیکن لکھایا نہ گیا۔

پکانے کی ترکاری بالکل ہی نہیں۔ فصل پرلو کی اور رجھتا پھل ہوتا ہے گلڑی اور گاجر تراں کی وجہ سے بہت پیدا ہوتی ہے گلڑی۔ ہوہ بکثرت پیدا ہوتا ہے اور غریب آدمی اسکی روٹی پکا کر کھاتے ہیں۔

سہ پھر کو ایک بیل گاڑی ہمارے مکان پاگلی۔ اور بغیر اطلاع ایک بی بی اُڑا یعنی سر سے پیرتاک زرد بھٹر ہو رہی تھیں۔ ہاتھ میں ایک بچوں کی تحالی اُس میں پھٹک ہلکی کپی ہوئی۔ اور تھوڑا سا کھا سوت۔ بہت شرمائی ہوئی اُتر کر آئیں اور تحالی ہمارے آگے رکھ رکھا موش بیٹیں کھین میں نے غشی جی کی بیوی کو بلا یا جو کہ ہمارے ہمایہ میں تھیں اور ان سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ احمد علی صاحب ریختر کی اہلیہ ہیں اور اپنی صاحبزادی کے بیاد میں باروکرنے کو آئی ہیں۔ یہاں کی سسم ہے کہ ترکی کی ماں یون کی سسم ادا کرنے سے پہلے پہلے تمام حقیقی عزیز زردو پوش ہو جاتے ہیں اور برات تک اُسی لباس میں رہتے ہیں اور عزیز دن میں بلا وادی نہیں کے لئے نائن مذکورہ بالا تحالی بیجا تی ہے اور آئنے والی بیان سوت میں گرہ لگا دیتی ہیں۔ جو بی بی لھر کی مالک ہوتی ہیں اُنکے نام نے گرہ پر ہلکی کا زرد دہپہ لکھا دیا جاہاں اور مقدور کے موافق اُس تحالی میں نیوتار نقد، ڈال دیا جا ابڑ چونکہ تم صفت غم پر بیٹھ رہے تھے۔ اس لئے ہم نے جانے سے صاف انکار کیا۔ اور پہلی ملاقات کے موافق بتین کرنے کے دو گھنٹے کے بعد وہ والی کی برات دہوم سے آئی تھی۔ تین روز تک قیام کیا۔ دو طھن کا مکان ہمارے مکان سے کچھہ فاصلہ پر تھا۔ مگر دکھانی دیتا تھا۔ برات نانپارا دہم آئی تھی اور لکھنؤ کی کچھہ اُتبازی بھی تھی جو ان لوگوں کے لئے عجیب چیز تھی۔ دو طھا سرخ کرتے، سرخ پاجامہ، سرخ صافہ، سرخ پچن پہنے تھا یہاں کی شادی کے رسوم معلوم کرنے کی جستجو کی۔ لیکن اندر کا حال معلوم نہ کر سکے باہر البتہ ہمارے یہاں کے قاعدہ سے دو طھا سے افرار کیا گیا۔ عقد کے بعد برات خدست ہو گئی۔





بجانی جان کافنا ملا اور ہم لوگ لکھنؤ نے کے لئے اپنا سامان درست کر دیا  
اب کی مرتبہ کی تخلیف کا وطن جانے کی خوشی سے بہت کم احساس ہوا۔ ندی  
بڑھ گئی تھی۔ تھوڑی دیر بڑھی و خشت ناک پل کا سامنا ہوا۔ ہماری ساتھ  
گھر کے صرف دو رود تھے۔ اب کی مرتبہ میں نے دور سے پردہ ہٹادیا اور دریا کی  
سیر کرتی ہوئی اُس پل کو آسانی سے طے کر آئی۔ بعد میں بھی یہ ایک چھٹی پل  
اُس کے کنارے کنارے چلتے رہے۔ کہیں کہیں ناؤں پر تھیں اور  
سب سنان ہو رہا تھا۔ لیکن چند منٹ میں سانے سے دو ہاتھی آئے۔  
ایک پر کچھ اسباب اور ایک پر میں سوار تھی۔ یہ ہمارے متصل ٹھہر دیا میں  
اُز نے لے گئے۔ میں نے سواری شہر لی اور وہ دونوں ہاتھی نہایت آسانی  
سے دریا میں اُز کر کر پڑتے ہوئے جھٹکی سمت روائہ ہوئے۔ مجھ کو اس  
جانور کے پر پڑتے پر اور سوار وون کو بشاش چھڑکر بے حد حرمت ہوئی اور  
جب وہ نظر سے غائب ہو گئے تو ہماری سواری آگے ٹھیک۔ اب گیارہ  
بج چکتے۔ اقبال عالمتاب اس نامہ سواری گستان پر تین نظرین ڈالنے کا تھا  
لیکن پورب کی سمت سے ٹھنڈی ہوا جل رہی تھی۔ دوسرا راستہ کی خرابی  
سے سواری پانی کی طرح جو لوٹی ہوئی چلتی تھی۔ تخلیف سے سب کو  
یعنی آرہا تھا۔

اس مقام پر جہان سے سواری لگز رہی تھی۔ خود رسیدہ نہاد اُس  
سے کچھ فاصلہ رہ گئے۔ ٹھیک درخت تھی۔ یہ خود رسیدہ دیکھنے سے  
معلوم ہوتا ہے کہ اپنی تخلیف میں بہت کچھ خوبصورتی رکھتا ہے۔ دریوں  
کی طرح چھوٹے درخت لئے پھول تی سے آرائستھے۔ پتے سبز کچھ  
رسید اور موشنگھی کی صورت کے تھے۔ پھول اودے، سفید ملال کا سنی

اندر سے نکھڑی زرد یعنی زنگ کے تھے۔ بھل آمد کی کیرنی اور کوئی صورت  
کے تھے۔ کو سون تک یہ چکلی باغ گھیرے ہوئے تھا۔ پکے بنے ہوئے پون پر  
سواری شہر اکر دیکھا کہیں سیکڑ ون بیل اور بھیس پانی میں اتر اتر کر زہار ہے تو  
کہیں بکریاں پیاس کی شدت میں غول کے غول پانی پینے کو جلی آئی تھیں  
کہیں دبوبی پاٹا بنائے ہوئے کپڑے دھو رہے تھے۔ لیکن سب سے  
ضروری یہ کہنا ہے کہ انسانے راہ میں ایک مقام پر قریب ایک ہزار کے  
سوار چرتے ہوئے دیکھے۔ ان سب کا پاسبان ایک کم من رکھ کا تھا  
جو اتنی تعداد میں سو روپیں کہا ہے فخر و ناز اور غور کے ساتھ بھی اپنے چہرو  
پر ہاتھ پھرتا تھا اور بھی کلکڑی سے اُن کو ایک جگہ جمع کرتا تھا اور بہت  
خوش ہو کر ایک جگہ سلنے لگتا تھا۔ قیافہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسی لڑکے  
کے گھر کے ہیں۔

چھوٹے ٹرے سے جوان، بوڑھے سبزہ کو درہتے تھے لیکن ہمیشہ  
سے گھن آتی تھی۔ دل میں آیا کہ ایک بھورے زنگ کا بچپہ اپنی بھوپی  
خورشید لقا بیکم کو تھنہ دینے کے لئے خرید لون اگر کچھ چین بھیں ہوں گی۔ تو  
کہدیا جاویجا کہ جو چیزوں میں تھا۔ وہ تھا رے لئے آئی کہ شکایت پانی نہ ہر  
لیکن اسلام کے پرہیز نے میرے ارادہ کو ملتوی رکھا اور اس بھس مذاق  
سے باز رہی۔

دو بیجے رتن پور میں سواری شہری اور یہاں کے سافر خانہ میں  
ہم لوگ اترے۔ یہ ایک ہوا درکرد تھا۔ کچی ایسٹ اور بھوس کی چھت  
سے بنा ہوا تھا بلندی پر پانچ کھڑکیاں تھیں۔ پچھم کی طرف ایک دروازہ  
تھا اسکے قریب چند لوگ تاث بچھا کے بیٹھے ہوئے کچھ کھا رہے تھے۔

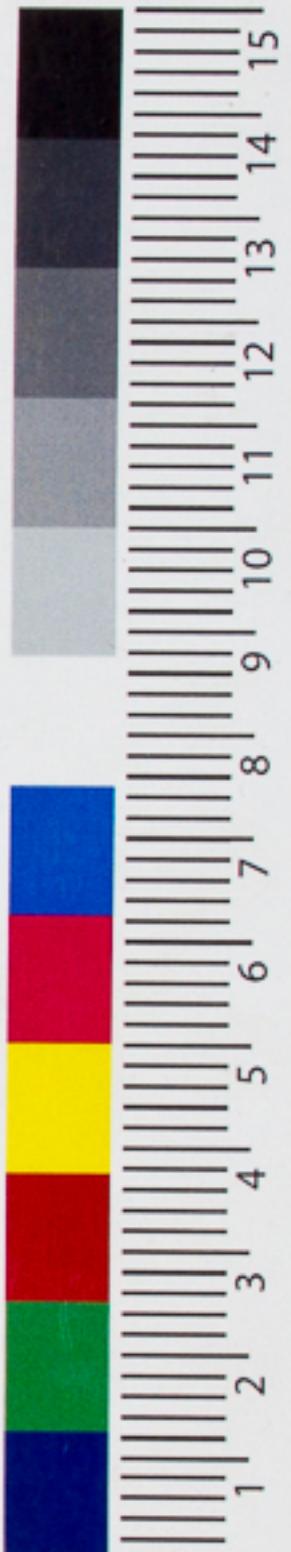
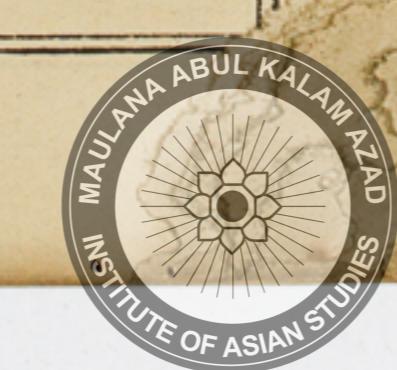


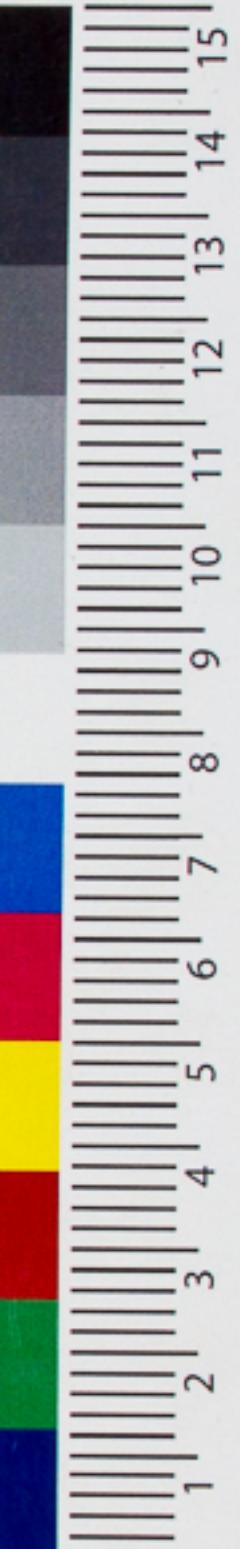
ہم اترے۔ ما تھے مہنہ دہوکر دیکھنے لگے۔ یہ بہت پر فضام قام تھا۔ گوجھل کہا جاتا ہے مگر جھنڈائی کے زرد پھول اور سبز تھے آنکھوں میں کہتے تھے جھنڈائی کے گھیت کے گھیت بڑی دوڑک تھے۔ کچھ مفاصلہ پر طوبی ہوا جان کھاس کے بڑی بڑی درخت صفت باندھا یا کلائن تھوڑے سبز ٹپوں میں لال سفید اور زرد پھول اور پھول بہت بخاں معلوم ہو رہا تھا۔ گھر کیوں ہو گئے خلکوار ہوا کو جھونکا۔ آنکھیں بند کئے دتی تھی۔ یہاں سے ایک سیل پر پوکر میں لوگ بستے ہیں وہ آبادی پہنچنے لختے ہیں مگر چلتے ہوئے آدمی گڑیوں لڑوں کے برابر معلوم ہوتے ہیں۔ ایک سوار ہوا رہا آگے بڑی دوڑک گھیت میں اور ہمیت ناک چوڑی جڑوں کے درخت اور آس کے باع اور بیوی کے جھنگل میں۔ خدا خدا کر کے بہراج کے اندر قدم رکھا۔ سید سالار صاحب کامزار دیکھا چونکہ میلہ عنقریب تھا۔ مریت ہو رہی تھی۔ اس نئے اندر سے نہ دیکھہ سکے۔ اب آبادی قریب ہو گئی تھی۔ پر دے بالکل جرا بر کر دئے گئے اور پانچ بجے بہراج کے وینک روم میں پوچکر ٹرین کے منتظر ہے۔

اب ٹرین کا وقت قریب تھا۔ ایشیشن کے برآمدے پر شویڈا جمع ہو رہے تھے۔ منتظم روشنی اور صفائی میں مشغول تھے۔ ایک گیاس اندر بھی روشن کیا گیا اور پنچھا بامہر سے چل رہا تھا۔ ساڑی پہنچے بجے ریل آئی پر ٹرین نام پارے سے آئی تھی۔ بہت لمبی تھی۔ دیکھنے دیکھنے میری آنکھیں تھک گئیں۔ دنیا بھر کی گاڑیاں بخت بڑی ہوئی تھیں۔ میل ٹھری اور ہمارے کمرے کے سامنے آدمیوں کا انبوہ جمع ہو گیا۔ پھر کچھ سہ دیکھہ نسلے اور فور آس سے پہنچی سوار ہو گئے۔ ڈبے آدمیوں سے بہراج پر اتحاد میں

دن بھر کی تھکی ہوئی تھت پشاں کی حالت میں کھڑی ہو گئی۔ یہاں طوفان بزمی کی طرح عورت میں بھرتی ملی تھیں۔ سیٹی ہو گئی۔ ریل چل کھلی۔ لیکن ایک تیز دست مرد نے ایک بو جمل سی کھڑی بنی ہوئی عورت زبردست کھڑکی کھول کر اندر پھینکا دی۔ لیکن وہ بچاری جس جگہ آڑپر اس نے جنبش نکی۔ عورت میں اساب کی کھڑی سمجھہ کر اسکو دیا نے لگیں۔ لیکن اس کے آتے ہی ڈبے میں ایک غیر معمولی پھول و عطر کی ملک بھر کی بھر مجھے شہبہ ہوا کہ شاید کوئی برات کی دوھن ہے میں نے اس کش ملش میں پھر جگہ نکال کر اسکو سیدھا کیا اور منہ کھولنا چاہا لیکن وہ خدا معلوم کس قدر کھڑوں میں لٹپی ہوئی تھی کہ میں منہ نکھول سکی۔ اسکو تکلیف سے بخات دیتے کی غرض سے ڈبے میں سیکھ بخربزدی کے بے چاری برات کی دوھن بیاہ کر جاہی ہے۔ اس شوق میں سب نے مل کر اس کے لپٹے ہوئے کپڑے علیحدہ کئے اندر ایک موئسرخ محضر تھا۔ اس کے اندر اس کا عروضی بیاس کر کری کا دوپٹہ۔ کہتا اور سرخ پا چاہہ تھا۔ سر پر پھولوں کا سہرہ مع زندہ ہے کے بندھا ہوا تھا۔ منہ پر علاوہ سہرے کے ایک نقاپ بھی تھا۔ صورت مشکل سے دیکھہ سکے۔ دوھن اپنی شرم ہجا سے ما تھے نہ ہشاتی تھی گو کہ ہم لوگ سافر تھے۔ لیکن اس نے آنکھہ نہیں کھولی۔ موٹی سی تھی سے ناک سرخ تھی۔ صورت سہموں تھی۔ سارا چہرہ افشاں کر لپا ہوا تھا۔ ابتدہ خساروں کی افشاں کی آنونک ریلے چھٹا کر صاف کر جائے تھے اور آنسو متواتر جاری تھے۔ اسکی بے انتہا شرم دیہات کی بود و باش کا پتہ دیتی تھی۔

میں نے بڑی کوشش سے دریافت کیا تو بہت آہستہ سے کہا کہ بہراج کے قریب قبده کے ایک حافظتی لڑکی ہوں اور بنارس کے





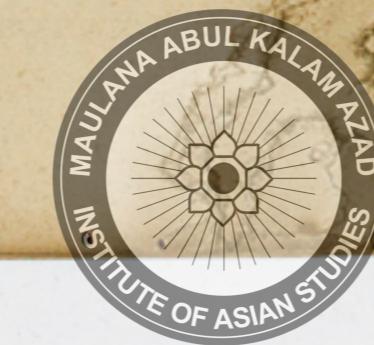
اٹیشن ماشر کے بیٹے کے ساتھ میری شادی ہوئی۔ جہیز نہ ملنے کی وجہ سے میرے سرہے بہت رنجیدہ ہیں۔ مردانی گاڑی میں برات کا جمع ہے اور کبیدی کی وجہ سے مجہہ کو اس پے تو جی سے ریل میں ڈال دیا ہے میرے ہمراہ دو عورتیں نیکے سے آئی تھیں۔ لیکن ان کو اپنے پاس بچایا ہے۔

مجہہ کو اس حادثت پر سخت عصمه آیا کہ اگر جہیز کی صورت تھی تو قبل سے دریافت کر لیتے ہیماری و وطن کو تکمیلت پوچھا لی کیا صورت تھی۔ ایک توارہ آج پر غریزوں کی جدائی کے غم میں مبتلا ہے اور سیکڑوں کیڑوں سے لپٹی پسینے میں غرق ہے۔ رسم کے موافق شرم سے بے حس و حرکت بھی ہوئی ہے۔ دوسرا سے ایک رنج دہان پیدا ہو چکا ہے اسپر طرہ یہ کہ اس دل برداشت کو عذاب سمجھ کر چیندیا دوسرا عورتیں اس سے اور باتیں کرنے لگیں۔ مگر میں چونکہ فطرت اپر نو عروس سے سخت ہمدردی رکھتی ہوں۔ اعز اکی جدائی کے صدمے اور زندگی کی تبدیلی۔ سسرال میں نئی آدمیوں کے ساتھ، بناہ سوچکر زیادہ موثر ہو جاتی ہوں اس لئے میں کھڑکی سے جگد کر اپنا خیال بدلنے کی غرض سے دیکھنے لگی۔

یہاں شرق کی جانب اس وقت عجیب دلفری سبان تھا جو دینی شب افغان مشرق سے چاند گھری زرد رنگ کا چہرہ نکال رہا تھا اور چکور بیتا بانہ اس سے مل جائے کے خیال پر تیر سے تیز اڑ کر اُسی طرف پوچھتا چاہتا ہیں۔ پھر نے اس منظر میں کچھ ایسی ادا بھر دی تھی کہ دل میں ایک خاص

سلہ ایک سیاہ جانور ہوتا ہے جو بہت بلند اڑتا ہے اور جانکو دیکھ کر اسکو چھوٹکی کو مشش کرتا ہے اکثر سنائی گیا ہے کہ چکور پر داش کی امنچاند کا عاشق ہے۔

کشش محوس بہتی تھی اور میں عرصہ تک نظر جانے رہی کہ میری دیکھتے ہیں۔ ملند ہو کر ٹھنڈی روشنی دینے لگا۔ یہ وہی راستہ ہے جو میں بیان کرچکی ہوں۔ اس لئے صرف یہ کہنا کافی ہے کہ دس بجے گوئی پر پہنچے۔ وہاں گاڑی لیت ہو گئی تھی۔ ہم کو میں ٹھنڈے ٹھنڈے پڑا یہاں آئیں پر کئی ہزار آدمی کا ابود تھا کسی کی برات لکھنؤ جا رہی تھی پل پر جانے سے انکار کیا اور چوپداری بننا کر ایک گوشہ میں نشیخے۔ اب میں بہت تھاک گئی تھی۔ مجھکو سخت تکلیفت پہنچی۔ دو مرتبہ طریں آئی اور خوب سیر کی۔ ایک بجے کی طریں میں ہم سوار ہوئے اُندر کا ڈب بالکل خالی تھا۔ آرام سے لیتے ہیں بجے آنکھہ کھلی تو معلوم ہوا کہ خاگرہ کا پل آتا ہے۔ اب پانی سے ڈر جاتا رہا تھا۔ میں دیکھنے کے لئے مستعد ہو چکی کہ سامنے سے ایک پاٹ ایسا نظر آیا کہ سب کے ہوش گم ہو گئے کو سون پانی کی سفید چادر کمین کہیں اور بچتے ہوئے دریا کی جانور پانی کو حركت کر رہے تھے۔ یہ مقام بہت خوفناک ہے اہل ہنود اسکو بہت مانتے ہیں اور بہت کچھ نقد اس میں ڈالتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں پل ختم ہو گیا اور ایک اٹیشن پر گاڑی ٹھیکری یہاں سے ہماری گاڑی کے ہمراہ اور ہر اور ہر کی دو نوں گاڑیاں سامنہ ہچھوئیں بائیں ہاتھ کی جانب دیرہ دون کوڈاں جا رہی تھی اس وقت بہت لطف آیا جب دو نوں طرف سے گاڑیوں کے سچے ہوئے ڈبے رنگ رنگ کے جد اگانے طریقوں سے نظر آتے تھے۔ دیرہ دون کی ڈاک نے صبح تک میرا دل بھلا بھی تیز ہو کر ہماری گاڑی سے بہت آگے مکمل جاتی تھی۔ اور پھر کسی وجہ سے روک جاتی تھی۔ ہماری گاڑی آگے مکمل جاتی تھی عرض اس طریقہ پر دس مرتبہ شروع سے اخیر تک میں نے ہر کلاس کو خوب کیا۔



اب ہماری گاڑی لکھنو کے قریب ہے صبح ہو گئی ہے۔ نیغمہ سحری جس تر  
پوسے وطن آتی ہے میرے گئے ملنے لگی۔ چپہ بجے لکھنؤ میں لارین ٹھری  
اور ہم اترے۔ گاڑی میں خورشید لقا بیگم چارا منتظر کر رہی تھیں۔ سواری  
گاڑی میں لگی اور ہم اتر کر بہت خوشی سے با تین کرتے ہوئے آتے  
راستہ کوٹے کر کے مکان پر پونچے اور سب سے مل کر مسروپ ہوئے۔

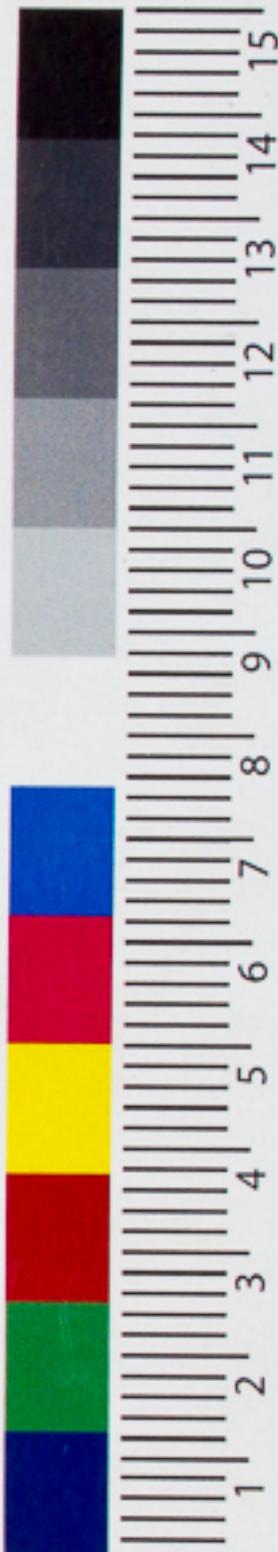
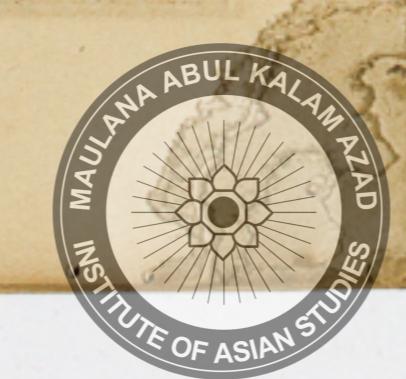
رقمہ، م، ب۔

از لکھنؤ

## عراق عرب میں شادی کا طریقہ

یہ مثل کہ ہر ملکے وہرستے بہت صحیح ہے ہر ایک ملک کو رسم و  
رواج بالکل جدا گا نہ ہیں پورپ اور امریکہ سے مذہب و مدنی حاصل کی  
بھی رسم و رواج سے خالی نہیں ہیں مگر جب کوئی قوم تہذیب و شاستری  
کے زیر سے آرائتے ہوئی ہے تو وہ حتیً الوضع اپنے ہاں کے رسم و  
رواج کو اپنی اخلاقی حیثیت سے مذہب و شاستہ بنائیکی کو شکری ہے  
جاری شومنی قدرت سے جقدر کثرت کے ساتھ فضول و بیوودہ رسمین  
ہر گوشہ ہند میں اپنے تک جاری ہیں غالباً اور کسی ملک میں نہیں ہون گی  
اس مقام پر یہ امر لائق تذکرہ ہے کہ اس زمانہ کا دو حکومت اہل دکن  
کوئی قال نیک ہے جب سے شاہ جہاں سر عثمان علی خان بہادر خلد اللہ بلکہ  
نے عنان فرمان روائی دست بارک میں لی ہے اپنی بیداری

و خلقی روشن خیالی کی وجہ سے جہاں ہر صبغہ و محکمہ کی اصلاح کی جانب توجہ  
خاص مبذول فرمائ کر اعلیٰ اصول سیاست دلیل کا ثبوت دیا ہے وہاں  
معاشرتی امور کی بھی اصلاح کی طرف میلان و رجحان خاص طراہ فرمائے ہے  
یہن جیکی بیسی دلیل یہ ہے کہ بہت سی فضول رسیں شادی بیاہ کے  
موقعون پر جو بکثرت ظهور میں آئی تھیں اور بیدرنج روپیہ باجے گا جو محفل  
نشاط و اطمینان طرائق میں صرف کیا جاتا تھا عنایت ایزدی ہے پوچنیوں  
یہ با تین منقوص دھوتی جاتی ہیں۔ حال ہی میں چند ولمند امار کے ہاں جو  
شادیاں ہوئیں تو ساقچ و مددی وغیرہ کی رسیں مطلق نہیں کی گئیں۔  
اور نہ رقص و سرود کی محفوظیں ہوئیں اور نہ برآتیں مثل سابق کوڈھونڈوں پوچن  
والے جلوسون کے ساتھ کشت کرائی گئیں۔ بلکہ جہاں سات سات  
آٹھہ آٹھہ دن کی محفوظیں ہوتی تھیں اور کسی کسی روز تک دعوتون کا سلسلہ  
جاری رہتا تھا اس کے عوض میں صرف ساعت دو ساعت میں ایک ایک  
شادی انجام پائی و دھما موڑ پر سوار ہو کر دھن کے گھر یا جہاں ایٹ ہم  
کا سامان پہنچ سے کیا گیا تھا۔ عقد خوانی ہوئی اور اسی وقت دھن کو موڑ پر  
سوار کر کر خوش خوش اپنے گھر چلا آیا۔ اس طرح پرہیودہ رکھوں اور غیریات  
میں جو روپیہ بے گنتی صرف ہوتا تھا اور اس وجہ سے بعض اوقات قرض  
کی بلا میں گرفتار ہو کر اور سو دھرتے بھرتے اکش خاندان تباہ و بر باد ہو گئے  
ہیں۔ ان سے چکنکار انصیب ہوا روپے بیچے۔ قرض کی بلا سے نجات  
ملی۔ وقت کا خون ناحق نہیں ہوا صحت جمالی محفوظار ہی کیونکہ مسلسلات  
آٹھہ دن کی محفوظیں میں جاگ کر یا اُنکے اہتمام میں ضریبیت کی وجہ سے نہیں  
کو خیر باد کہتا پڑتا تھا جس سے بڑا تر صحت جمالی و دماغی پر پڑتا تھا اس ت



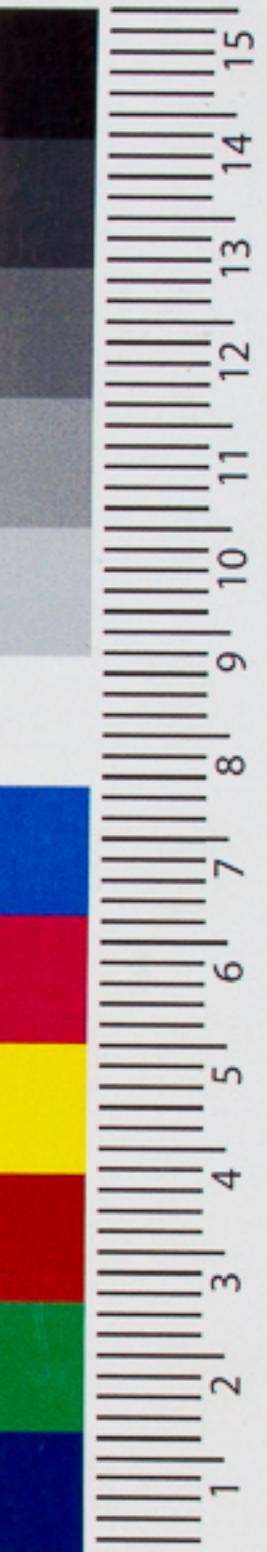
پناہ ملی۔ یہ سب برکتیں موجودہ زمانہ حکومت کی ہیں خدا تعالیٰ اسی روشن خیال و دور بین و حکیم سیاست حکمران کو اقبال و صحت کے ساتھ عرصہ دراز تک سلامت باکر امت رکھے۔ این دعا از من و از جملہ جہاں آمین یاد۔

یہ جنہی بارات عقبات حالیات سے شرف یا ب ہوئی تھی تو عراق عرب کے طریقہ معاشرت پر بھی ایک نظر ڈالی جس سے ظاہر ہے اکہ وہ قوم گواہیک حد تک پابند رسم و رواج ہے مگر نہ اسقدر جبقدر ہم لوگ چھپی چاہے سمسار شرخونی شادی بیاہ وغیرہ کے موقعوں پر فضول رسیعن بے حساب اور بے لذتی کیا کرتے ہیں۔ مگر اس مقام پر عراق کی شادی کے حالات اپنی ہمنوئی دلچسپی و ضیافت طبع کے لئے ضبط قلم کرتی ہوں۔

جس گھر میں کوئی لڑکا یا لڑکی بیا ہے کے لائق ہوتی ہے تو اس گھر کی ستورات کو خصوصاً مان بہنوں کو اس کی بڑی فکر و آرزو ہوتی ہے کہ جلد کہیں مناسب حال اور خواہش کے موافق جوڑا مل جائے یہ ایک انتہا سے فطرت ہے جو ہر ملک کی ماں میں ہے عراق عرب بھی اسی خالی نہیں ہے اس لیے عراق میں سیپور ہے کہ جس گھر میں کوئی لڑکا بیا ہے کے لائق ہوتا ہے تو ماں کو اسکی ختجورتی ہے کہ جلد کہیں ہو آئے اور دل کی آرزو نکلے جب اس کو اس امر کا پتہ لگ جاتا ہے کہ فلاں گھر میں کوئی لڑکی بیا ہے کے لائق ہے تو لڑکی کی ماں اور چند عزیز عورتیں لڑکی کے لئے غیر مطلاع دے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بلا تعارف و شناسائی سا بقیلی جاتی ہیں لڑکی کی عورتوں کو آتے دیکھ کر چک جاتی ہے۔ پھر لڑکی کی ماں لڑکی کو پہننا اور جعل کر سامنے لاتی ہے۔ لڑکے والیان لڑکی کو بغور دیتی ہیں۔ اگر لڑکی پسند آگئی تو لڑکی کی ماں وغیرہ لڑکے کی بیاقت علی و خاندانی حالات

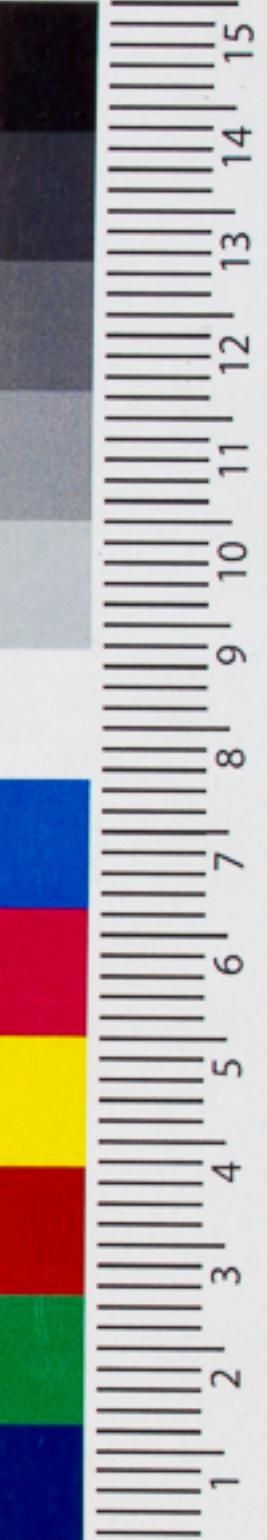
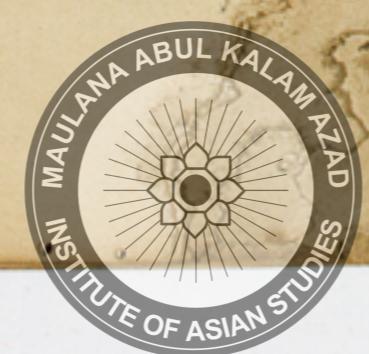
و ذریعہ معاش لڑکے کے چال چین کا ذکر کرتی ہیں اور لڑکی نامگتی ہیں۔ اگر لڑکی والی نے لڑکے کے حالات سنکر انکو پسند کر لیا تو نسبت مقرر ہو جاتی ہے لڑکے والیان یہ کہکشان فلان تاریخ ہمارے ہاں سے مرد آئیں گے۔ چلی جاتی ہیں۔

ایک کو دوسرے کے قول و فعل پر ایسا اعتبار پوتا ہے کہ ایک فرقی دوسرے کے حالات کی تحقیق کری اور ذریعہ سے نہیں کرتا بلکہ اسکو اطمینان ہو جاتا ہے) بروز معینہ و لھاؤ کا پہ جھائی یا جو عزیز موجود ہیں لڑکی کے گھر جا کر چند صورتی امور کے تعلق لفٹنگ کرتے ہیں جنکا ذکر میں آگے کروں گی۔ مثل حیدر آباد کے یہ سوال نہیں کرتے کہ لیں دین کیا ہو گا کوئی کی پائے زیب دو گے۔ مت لڑکا اور اید کا دو گے۔ پچھا الماس کا دو گے۔ چاندی کا پنگ دو گے یا چھپر ہٹ نقری دو گے وغیرہ وغیرہ بلکہ عکس دو لھاؤ لوئکے دو ہٹن و اسے دریافت کرتے ہیں حق حاضر کیا دو گے اور حق غائب کیا دو گے۔ حق حاضر سے مراد روپیہ ہے۔ جہاں تک میں سمجھتی ہوں اس کا مفہوم یہ ہے کہ مرد کے دو حصے دو لوگ کرتے ہیں۔ تہ بھل حق حاضر کے نام سے یکارا جاتا ہے اور جہر موجل حق غائب کے نام سے موسوم ہے جب یہ امر طہ ہو گیا کہ اس قدر حق حاضر اور اس قدر حق غائب دیا جائیگا حق حاضر کے دو حصے کرتے ہیں اصفت قبل نکاح دو ہٹن۔ مان بھیج دیا جاتا ہے اور بقیہ نصف بوقت نکاح ادا کیا جاتا ہے۔ اسی صحبت میں تاریخ عقد نکاح کے لئے منتخب و مقرر کی جاتی ہے اور یہ امور بھی ایسی وقت ٹھے ہوتے ہیں۔ دو لھاؤ اسے چار اور قند کشند لاکیں گے۔ دو ہٹن کے لئے آئینہ جبرا بین، دو ہٹن کے عزیز دن کے لئے کقدر جو یہی مسروت ہو گی۔



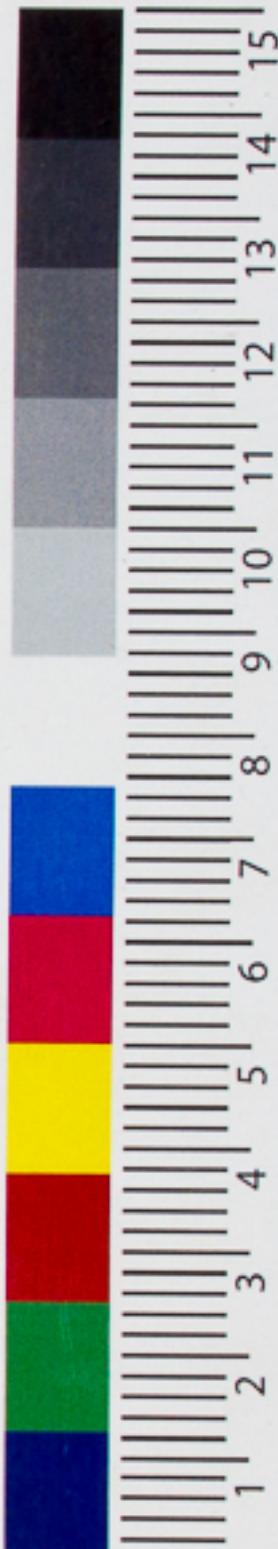
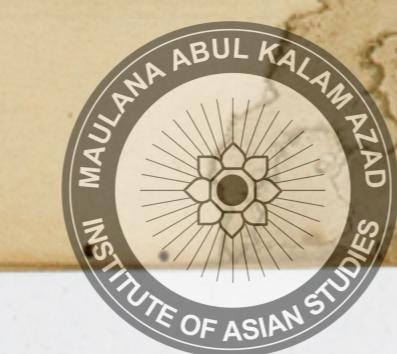
عرق گلابی کے سقدر شیشے اور طھا وalon کو بھینا پڑنے گے جو گارا یعنی سگریٹ کے قدر و طھا والوں  
بھینا ہونگے نقل بادام کے سقدر بھینا ہونگے بس چیزیں و طھا والے قدر خیبت بروز عقد نکاح  
لائڑیں یا مور جب طے ہو جاتے ہیں تو و طھا والوں کو تشریف پلا کر رخصت  
کر دیتے ہیں جو جز حق حاضر کا دو طھا والے دو طھن والوں کو قبل نکاح بھیج دیتے  
ہیں۔ اُس روپیہ میں سے دو طھن کے جہیزیں دینے کے لئے بلوری ظروف  
چار کا سٹ (قالین ایرانی، پلنگ، سماوار برجنی، کچھہ ظروف مسی وغیرہ خرد  
کیا جاتا ہے مگر اسکی نسبت و طھا والے دریافت نہیں کرتے ملک دو طھن والوں  
کی راست پر چوڑی تیزیں جو شے مناسب خیال کریں خریدیں کچھہ چیزیں  
دو طھن والے اپنے روپے سے خرید کر دو طھن کے ساتھہ کر دیتے ہیں  
مشلاً تو شک، تکیہ نکاح، محمد دان ملکے بھاری ملکر دس جوڑے کھڑے  
دو طھن کے لئے دو طھن کے کھڑوں میں شقف لیتی ریشی (مثل انگریزی ڈریںک  
گون کے) قبا ایسے تھی۔ ریشی پا جامے جپنیز ری کا کام ہوتا ہے (مثل  
کامدنی کے) خطا وہ اشیاء مذکورہ کے دو طھن کے جہیزیں چاندی کی دو  
لگنیاں چاندی کی لگنی، دو تھیلیاں، تھوڑی سی لکڑی خطا کی جسکے چبانے سے  
منہ سے خوبو آتی ہے اور رب سرخ ہوتے ہیں گویا ان کا بدل ہے۔  
وہاں جہیزیں دیک اوچھے سینیاں گنگال وغیرہ نہیں دیتے ہیں و طھا کے  
باقی بھائی ہن کے لئے پوشاں میں دو طھن والے اپنی طرف سے تیار  
کروا کر جہیزی کے ساتھہ کر دیتے ہیں جو روز عقد نکاح کے لئے مقرر ہوتا ہے  
اُسدل و طھا والے معہ نکاح خوان سولوی یا قاضی دو طھن کے ہان جاتا ہیں  
بعد عقد خوانی دو طھن کا باپ و طھا کے باپ کو زنانہ میں طلب کرتا ہے  
جهان دو طھا کی ماں اور فراست دار عورت میں جمع رہتی ہیں دو طھن کا ہاتھ

دو طھا کے باپ کے ہاتھ میں دیکرو طھن کا باپ یہ کہتا ہے کہ اول خدا اور  
رسول اس قسم کے حافظہ و نگہبان ہیں بعد اس کے تم ہو جب عقد خوانی جقدر  
رومی دو طھا والوں کے ہان سے آتے ہیں۔ اور نقل آتے ہیں  
اُن ہی روما والوں میں نقل رکھ کر فی اسم ایک روماں اور کوئی پاؤ بھر نقل  
بادام حاضرین کو تقسیم کرتے ہیں اور جگہار ایسی سگریٹ جو فرستادہ دو طھا والوں  
کا ہوتا ہے۔ حاضرین کو تقسیم کرتے ہیں اور تشریف بھی تقسیم کرتے ہیں جقدر  
چیزیں دو طھن کے جہیزیں دیجاتی ہیں بروز نکاح دو طھا والوں کے ہان  
بیجہر یا جاتی ہیں نکاح کے دن دو طھن دو طھا کے کھنپیں جاتی۔ دو طھن والے  
بروز نکاح زمانہ اور مردانہ کے لوگوں کو کھانا کھلا کر رخصت کر دیتے ہیں۔  
عموماً نکاح کے دوسرے روز ورنہ نکاح کے ہفتہ عشرہ کے بعد دو طھن کا  
جلوہ ہوتا ہے۔ جو روز جلوے کے لئے معین ہوتا ہے اُس دن صبح ہی سے  
دو طھا والے دو طھا کو مردانہ حمام میں اور دو طھن والے دو طھن کو زنانہ  
حمام میں لے جاتے ہیں (ل عراق کے ہر قبیہ اور شہزادیں دوچار پلک حام  
زمانہ و مردانہ ضرور ہوتے ہیں۔ یہ حام جاڑوں میں گرم رہتے ہیں اور کہیوں  
میں سرور ہتے ہیں) دو طھا والے دو طھن اور اُس کے عزیز ذمکن پر دو طھن والے  
دو طھا اور اُس کے عزیزون کے لئے اقسام اقسام کے کھانے اور سبوسے  
حاموں میں بھجو ہیں دو طھا والے دو طھن کے لئے کچھہ روپیہ سمجھے ہیں جبکو  
حام کروانی کرتے ہیں صابن اور مددی بھی دو طھن کے لئے بھیتے ہیں و طھا  
اور دو طھن توں کو حاموں میں مددی لگائی جاتی ہے۔ تمام دن فرقیں حاموں  
میں بس کرتے ہیں۔ شام کو دو طھا کو روشنی کو ساتھہ ملکا اعاو اجا اسکے گھر چھا تے  
ہیں اور دو طھن کو اسکے گھر لچاٹتے ہیں دو طھن کو کھلا کر بناؤ سندگار کرتے ہیں اسکے



بعد ایک کرسی پر اسکو بھاتے ہیں اور دو عورتیں موئی شمعین روشن کر کے  
ہاتھوں میں لئے ہوئے سر سے پاؤں تک قاتاری جاتی ہیں و حضرت فاطمہ  
علیہما السلام کے عقد کا حال پڑتی جاتی ہیں اس رسم کو وہاں جلوہ لئے ہیں  
پھر دلھا کے گھر کملانے بھی ہیں کہ دو طعن کو لیجاو۔ دلھا تو اپنے گھر من رہتا ہے  
اُسلی جانب سے اعزاز نامہ دو طعن کے گھر آتے ہیں دو طعن کو ایک  
رشمی چادر اٹھاتے ہیں اور منہ پر ایک رشمی رومال ڈالتے ہیں اور دلھا  
کے ان پیدل لیجاتے ہیں۔ تمام راستہ بھرا کی عورت ایک آئینہ  
دو طعن کے منہ کے پاس لئے رہتی ہے اور دو عورتیں دو طرف اُسکے  
دولون باز و کپڑے پڑتی ہیں مرد آگے آگے شمعین لئے رہتے ہیں اور  
السلام علیک یا رسول اللہ کا خلص مچاتے جاتے ہیں اور عورتیں کلی لالی کا  
شور چاتی ہیں۔ دلھا کا گھر جب تھوڑی دور رہتا ہے تو یہ جلوس ٹھجاتا  
ہے اور دلھا کے کسی عزیز سے کہتے ہیں کہ دلھا کو بلا لا و چنانچہ  
ایک شخص دوڑا ہوا جاتا ہے اور دلھا کو اپنے ہمراہ لے کر آتا ہے۔  
دلھا آنکر اپنا منہ دو طعن کو دکھلا کر چلا آتا ہے پھر یہ جلوس آگے ٹھرتا ہے  
جب دلھا کے گھر یہ لوگ پہنچتے ہیں تو مرد اُنے میں داخل ہوتے  
ہیں اور عورتیں زنانے میں معہ دو طعن کے جاتی ہیں۔ دلھا کی مانن بنیں  
دو طعن کو ایک جملہ میں جو پہلے سے آرستہ پیراستہ رہتا ہے اور جہاں  
جہیز کے آئے ہوئے سامان و اسباب کو بھی چن دیتی ہیں۔  
وہاں ایک مند بھی ہوئی ہوتی ہے اسپر دلھا دو طعن کو بٹھاتے ہیں۔  
اُس وقت دلھا کوئی زیور دو طعن کو بطریق رونگائی دیکر اسکا منہ دیکھتا ہے۔  
دو طعن جو جراب یعنی پاسا ہے پہنچ رہتی ہے۔ اسے دلھا اپنے ہاتھوں سے

آتاتا ہے پھر دلھا کی عزیز عورتیں سیلا بھی لا کر عرق گلاب سے دلھا دو طعن  
کے ہاتھ پاؤں ڈھلاتی ہیں اور اس پئنے جوڑے کو وہیں پھوکر چل جاتی  
ہیں دو طعن کے گھر سے جو لوگ آتے ہیں ان میں سے عورتیں زنانہ میں  
اور مرد مرد اُنہیں کھانا کھاتی ہیں مردوں اپس چلے جاتے ہیں مگر عورتیں تین پنک  
دلھا کے گھر رہتی ہیں۔  
تیسرا دن یہ عورتیں اپس جاتی ہیں دو طعن کا باپ تیسرا  
دن دلھا کی دعوت کرتا ہے اُس روز صرف دلھا دو طعن کے گھر جاتا ہے  
پہلے میوہ اور مٹھائی دلھا کو گھلاتے ہیں اس روز دلھا کی ساق دلھا  
کے سامنے ہوتی ہے شب کو دہوم سے دعوت ہوتی ہے جیہیں دلھا  
اور اُسکے اعزاز اجتا اور دو طعن کے اعزاز اقر بالجھی شریک ہوتے ہیں۔ اور  
اسی روز جو لوگ کنکاچ میں شریک ہو چکے ہیں علے اقدیمیت قند و زیور  
اور کپڑوں کے جوڑے دو طعن کے ہان بھیجتے ہیں ہند کی طرح روپیہ  
سلامی میں دینا یار و نگائی میں دینا عیوب میں داخل ہے جلوہ ہو کر جب  
سات روز گذر جاتے ہیں تو دلھا کے والدین یعنی مسیحی مسلم ہیں کی دعوت  
کرتے ہیں جسے حیدر آباد میں مسیحی مسلمانوں کی جماعتیں  
جعیگی کے موقع پر ادا کیا جاتا ہے۔ اُسی روز دو طعن کی مان دو طعن کے لئے  
کپڑوں کا جوڑ اور کان کے اُنگ بھے وہاں لو دلتے ہیں لیکر جاتی ہیں  
جلوہ ہونے کے ایک ماہ بعد دو طعن اپنے سیکے جاتی ہے دو طعن کے  
ہان اُس دن طفین کے اجبا و اعزازی دعوت ہوتی ہے۔ اور دلھا  
بھی جاتا ہے تین روز دلھا اور دو طعن کے گھر مہمان رہتے ہیں تیسرا  
دن رخصت ہو جاتے ہیں اُس دن پھر دو طعن کی مان دو طعن کو نیا جوڑا



کپڑوں کا بہتی ہے یہ نالات دلتمد و نکار کے ہان کی شدی کے ہیں۔  
(توٹ) ہند میں تیسرا دن کوئی کام منحوس سمجھکر نہیں کرتے ہیں بلکہ اس کے  
وہاں عموماً سب رسمین تیسرا ہے ہی دن ادا کرتے ہیں۔

الراقمہ

الہمہ سید ہمایون مزاب پیر ابریٹ

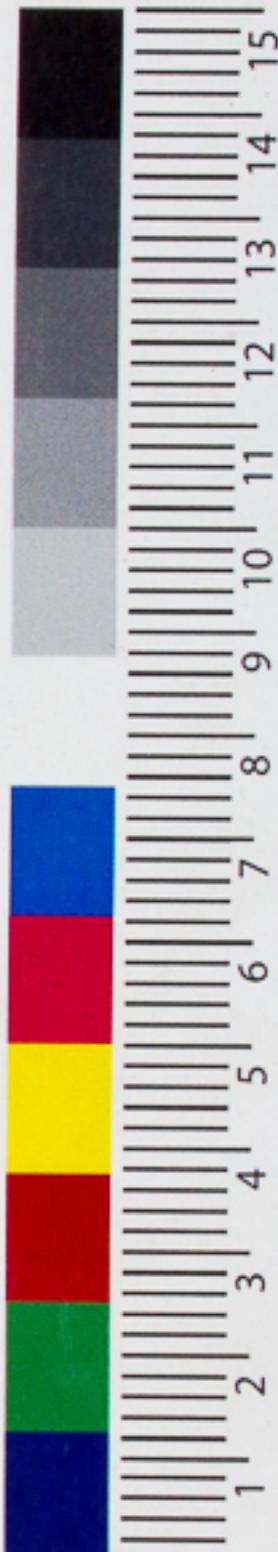
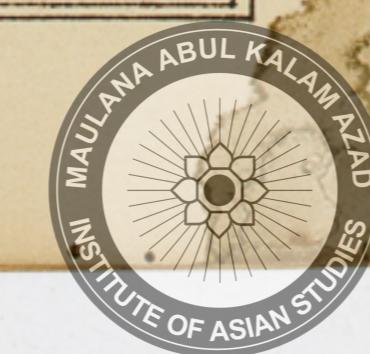
از حیدر آباد دکن

## مختلف محلک میں بٹا ور شادی کی رسوم

ہر محلک کے رسوم و رواج سے وہاں کی تہذیب اور تمدنی حالت  
کا اندازہ ہو سکتا ہے جو نکر ہر جگہ مختلف رسوم راجح ہیں اس لئے اون  
سب کا ذکر کرنے کے لئے ایک مفصل کتاب درکار ہے ہم صرف چند  
عجیب رسوم کا تذکرہ کریں گے۔

جزائر فوجی ایمان کی عورتوں کی حالت کا اس فقرہ سے اندازہ ہو سکتا ہے  
”ہنسی خوشی کا لڑکپن اور اسکے بعد محنت اور آنسوں کی زندگی“  
ہمیشہ سے یہاں کا دستور تھا کہ لڑکپون کی بہت کم خوبی میں۔ اور  
اکثر شیر غوارگی ہی کی حالت میں نسبت کردی جاتی تھی اور اکثر ایسے مددوں  
سے بچکا شباب لکڑچکا ہو۔ قاعدہ یہ تھا کہ عورت جتنی کم خوبی مہمن ہو  
زیادہ ہو۔ اس میں بڑا نقصان یہ تھا کہ لڑکی کے والدین اسکے چال جلن کے  
ذمہ دار ہوتے تھے اور معاهدہ کے خلاف ورزی پر سخت سزا دی جاتی تھی۔

اگر لڑکی کی سردار سے منسوب ہوتی تو اُنہوں نے اس سے ساتھ شادی کر سکتی تو یہیں  
بلامنسوب ہوئے جو ان ہو جاتی تو مرد اس کے ساتھ شادی کر سکتی تو یہیں  
مرد ہی کو پہلے پیام دینا پڑتا تھا۔ حال میں گورنمنٹ نے اس میں داخل  
دیا ہے اور یہ شرط لگادی ہے کہ جو شخص شادی کرنا چاہے کم سے کم  
ایک مکان اُسکی ملکیت ہونا چاہے۔ اگر یہ شرط پوری ہو جائے تو اسکو  
پرانے طریقہ سے شادی کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ مرد کے جسم پر  
تاریل کا تیل خوب ملا ہوتا ہے اور بال اس طرح بتاتے جاتے ہیں۔  
جس طرح لگتے زمانہ میں انگلستان میں مصنوعی بالون کا وگ (ونڈا)  
پہنچاتا تھا۔ اس حالت سے وہ لڑکی کے والدین کے گھر جاتا ہے اور  
وہیں محلی کے دانت، کپڑا یا چٹائی نذر کر کے اُنکی لڑکی کو زوجت میں طلب  
کرتا ہے۔ اگر جواب اثبات میں ملے تو لڑکی کی ہم من عورتیں اُنکو موجودہ  
شوہر کے گھر لے جاتی ہیں جہاں اُس کے والدین کو اُسی طرح نذر پیش  
کرتے ہیں اسکے بعد وہ لڑکی رونا شروع کرتی ہے  
(رجھی کی عورتیں اس کام میں عموماً بہت مشاق ہوتی ہیں)  
اوہ سکلی ساتھ وہ ایمان اُس کو تسلیم دیتی ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ رونا  
موقوت کرتی ہے۔ یہ رسماً و اکا عالمگاری عینی آنسوں کا خشک کرنا کہلاتی ہے۔  
اسکے بعد لڑکی کو کچھ کھانا کھلایا جاتا ہے جو اُس کے آئندہ شوہر  
کا کھایا ہو اپنے تھا۔ اور وہ لڑکی تین چار دن اُس نے گھر میں اس طرح  
کاشتی ہے کہ سوائے ساتھ وہ ایلوں کے اُس کے پاس کوئی نہیں جا سکتا  
بعد ازاں اُسکو سمن ریمن نہ ملایا جاتا ہے اور عمدہ پوشک پہنچ کے بعد وہ اپنی  
ہمراہیوں کے ساتھ مچھلیاں پکڑتی ہے اور ان کو اپنے شوہر اور اُس کے



عورت مرد کی ملکیت سمجھی جاتی ہے، ہبھان تک کہ اُسکی زندگی بھی اُس کے ختنیاں  
میں ہوتی ہے۔ آپس میں شادی کرنے کے قواعد بہت سخت ہیں، ہر قوم  
کے دو حصے ہیں اور ایک ہی حصہ کے مرد اور عورتوں میں شادی  
نہیں ہو سکتی۔

عموماً مرد دوسری قوموں کی عورتیں خریدتے یا پرالاتے ہیں۔ کیونکہ انکو  
کسی طرح یہ معلوم ہو گیا ہے کہ آپس میں شادی کرنے سے اولاد گزور  
پیدا ہوتی ہے۔ قابل شادی عورت کی قیمت دو گنی ہوتی ہے۔ ایک  
وہ جو اُس کے والدین کو دی سمجھتی ہے اور دوسری وہ جو قوم کا سردار  
طلب کرتا ہے۔ بغیر سردار کی اجازت کے شادی نہیں ہو سکتی۔

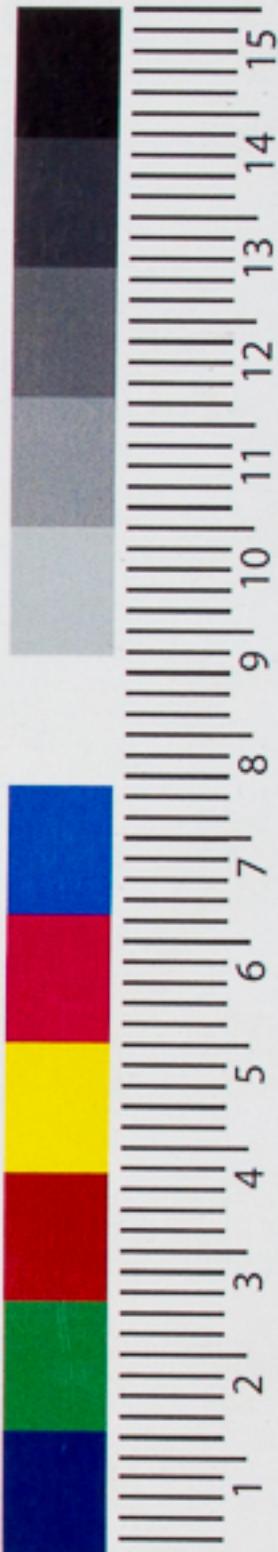
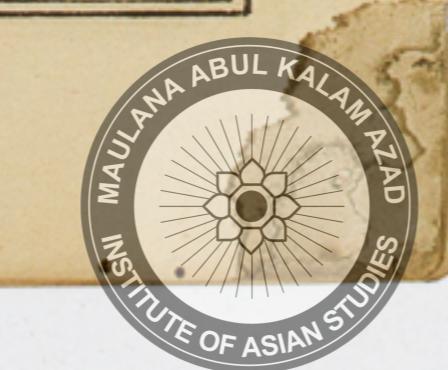
وہ طھا کا دو طھن کو روپہ دینے کی رسم بہت پرانی ہے۔ فرانس  
میں بھی یہ رسم آج تک رائج ہے۔ انگلستان میں اس قسم کی ایک رسم تھی کہ  
دو طھن یا اسکا ملازم میں ایک خوبصورت تھیلی لی جاتے تھے کہ اُس میں یہ روپیہ  
رکھا جائے۔ اسکو ڈاپر سر (Daiquiri) کا نام دیا گیا تھا۔ اس کا دلیعی جیز (Purse)  
کی تھیلی کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیز اور تھیلہ شادی اسی رسم  
سے ملکے ہیں۔

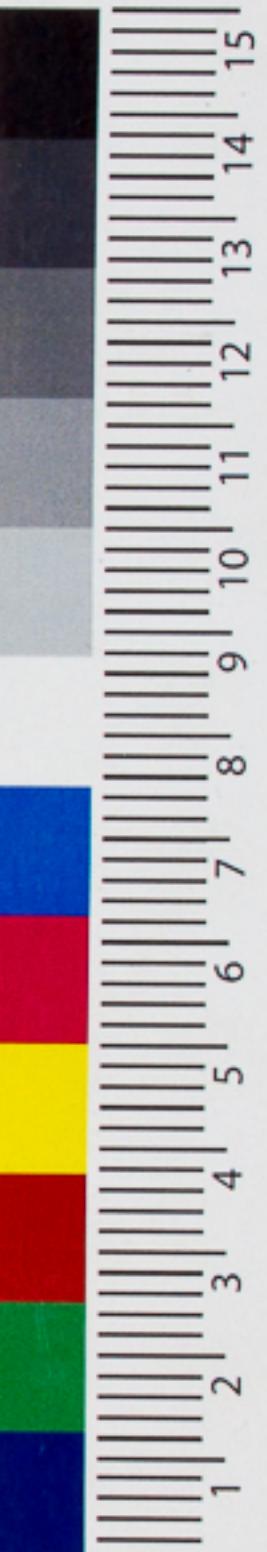
روس گانوں کی دو طھنیں اپنے بالوں کی لیٹن کاٹ ڈالتی ہیں۔ اور  
گر جاسے وہ اپس آگر اسکو احتیاط سے چھپا دیتی ہیں۔ اس ملک کے کاشتکار  
ایک گیت گاتے ہیں جس میں ایک نئی شادی شدہ لڑکی کا اپنی سنہرے  
بالوں کے کاشے جانے پر انہمار ماتم ہوتا ہے۔ پادری جو رسم ادا کرتا  
ہے اُس میں روٹی کی برکت (Blessing of the bread)

بھی شامل ہے جس کے بعد وہ دلوں کے ہاتھ ملاتا ہے اور باری باری

دوستون کے لئے بکاتی ہے۔ کھانا تیار ہونے پر مرد اسی طرح  
تیل ملے اور اچھی پوشک پینے اپنے دوستون کے ساتھ آتا ہے۔ اور  
کھانے سے پہلے دلھاد و طھن دلوں کی پوشک تبدیل کی جاتی ہے۔  
بعد ازاں دو طھن گھر کے کام کا ج میں اس طرح مصروف ہوتی ہے کہ  
پہلے اپنے خاوند کو کھانا کھلانی ہے اس کے بعد روزے رکھ جاتے ہیں  
اور آخر کار دلھاد و طھن کو تہنا چھوڑ دیا جاتا ہے۔

جزیرہ نما بريطانیہ جب یہاں کا باشندہ تنہائی کی زندگی سے تھک کے  
شادی کرنا چاہتا ہے اس کی قائم کو بتایا ہے اگر اُس کے مان باپ نہ ہوں تو وہ اس  
معاملہ کو حالم صلح سے رجوع کرتا ہے۔ اس مرد کو جنگل میں سیدھا جاتا ہے  
اور اسکے احباب لڑکی کے اعزاء کے پاس جا کر انکو تحفہ دیتے ہیں اور  
لڑکی کی قیمت لگاتے ہیں۔ اس میں بہت جھلک رہتا ہے اور آخر کار  
جو لڑکی والے چاہتے ہیں وہی طے پاتا ہے شادی کے دن لڑکی اپنے  
دوستون اور عزیز دوں کے ساتھ اپنے آئندہ شوہر کے اعزاء کے طر  
جاتی ہے جہاں ناج اور کھانے سے اُنکی خاطر کی جاتی ہے۔ دو طھن بھی  
ایک ناج میں نایاں حصہ لیتی ہے۔ ان دعوتوں کے بعد دو طھن چھوڑ کر  
اُس کے ساتھ وائلے چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد شوہر کی تلاش  
میں جو اسوقت تک جنگل میں رہتا ہے آدمی بھیجے جاتے ہیں۔ یہ اکثر بہت  
مشکل ہوتا ہے کیونکہ بھارہ تنہائی سے گھر اکر ٹھلتا ہوا جنگل میں رکھ جاتا ہے  
اور بھی بھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی دشمن اسکو الکلیا پا کر مار ڈالتا ہے۔





سے پوچھتا ہے کہ کیا تم قسم کھاتے ہو کہ ایک دوسرے کے ساتھ اچھا بر تاؤ گرو گے اور اپنے ٹکرو اچھی طرح رکھو گوستین (Worm wood) (ناک دوڑا) کے سہرے آنکے سروپر باندھے جاتے ہیں جکایہ مطلب ہوتا ہے کہ شادی شدہ زندگی کی خوشیوں میں بھی بخوبی ممکن ہے اسکے بعد ایک عجیب رسم ہوتی ہے۔ پادری ایک سنبھی لکڑی کے پیاسے میں اون کا جام صحبت پیتا ہے دوھا اور دوھن بھی بیای کرتے ہیں اور پھر دوھا اوس پیاسے کو زین پر دے مارتا ہے اور اپنے پاؤں سے کھلتا ہے اور چلا چلا کر کھتہ چوگوک ہم دوڑا میں نجاش پیدا کرنا چاہیں وہ اس طرح چلے جائیں اور تباہ ہوں۔ اس کے بعد ایک نہایت عجیب اور خاص رسم ہوتی ہے کہ گھر پوچکر دوھاد و طحن سے اپنے بوٹ اٹارنے کے لئے کھتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کھتا ہے کہ ایک ہاتھ میں کوڑا ہے اور دوسرے میں تھیلی۔ بھاری دوھن اپنے انتخاب کے اتفاق پر اپنے شوہر کی سختی یا نرمی کی پیشیں گوئی کرتی ہے۔

سوئیڈن [اگر دوھن آٹر Alter] (قر بانگا) پر دوھا سے پہلے اپنا سیدھا پاؤں رکھدے تو آئندہ اپنے شوہر حاوی رہیں۔ اگر وہ اپنے شوہر کو شادی کے دن پہلے دیکھے یعنی قبل اسکے کہ دوھا اسکو دیکھے سکے تو اس کا شوہر ہمیشہ اس سے محبت کر گیا۔ یہودیوں کی رسم ہے کہ شادی کی وقت دوھاد و طحن ایک ہی پیاسے میں شراب پیتے ہیں اور پھر اسکو توڑا لاجاتا ہے جس کے یعنی ہیں کہ دنیا کی خوشیاں چند روزہ ہیں۔ کوریا میں بالوں سے ناخندا اور کنخدا کی شناخت ہوتی ہے شادی سے

قبل ایک نوجوان مردنگے سر رہتا ہے اور ایکہ لٹت بالوں کی اُسکی پشت کی جانب لٹکتی رہتی ہے۔ شادی کے بعد بالوں میں ایک گرد لگادی جاتی ہے جو سر کے بالائی حصہ پر رہتی ہے۔ عورتیں اپنے سیاہ چکدرا بالوں کی بہت خلافت کرتی ہیں اور بہت سی چھوٹی چوٹیاں گوندھ کر اپنے بالوں کی جماعت بڑھاتی ہیں اور چاندی یا تابنے کے بیٹوں سے سر پر لگائی ہیں۔ غریب عورتیں اپنی چوٹیاں سر پر پشل دو پسروں صاف کے پیٹ لیتی ہیں۔

محمد غلطت آنی نویری  
متعلم محمدن کالج علیگڑہ

حَمْدَهُ وَ مُصَبِّهُ

## ملکہ بلقیس فرمائز و ای ملک میں

خاتون خاندان سبار

اعالم کے تاریخی و اقعاد بتدار ہے ہیں کہ دنیا میں عنان حکومت اور تخت سلطنت بھی کبھی عورتوں کے قبضہ اقتدار میں بھی آئے ہیں۔ فرمائز والی کا تاج اس صفت ضمیم کے سر پر بھی رکھا گیا ہے۔ خواتین نے تخت و تاج کی ملک بنکر بڑے بڑے کام کئی ہیں خداوند تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں عورتوں کی سلطنت و حکومت



اور انکی دانائی وہ شہنشدی کا تذکرہ بطور تاریخی واقعہ کے نقل فرمایا ہے۔ اس صفت ضعیفت نے اپنے بنی نوع قوی (بغضی مردوں) کے دشمنوں پر ہکریا سی امور میں بھی مصادرات کا حصہ نہیں چھوڑا چنانچہ مخلوق فرمائزو اخواتین کے ایک ملکہ بلقیس ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ اسی وجہ سے مناسب سمجھا کہ ملکہ مذکورہ کے متعلق آیات میں۔ جو تاریخی واقعات ہیں ان کو کیسی قدر تفصیل کے ساتھ جیسا کہ بعض کتب قواریخ میں بیان کیا گیا ہے۔ پہلک کے سامنے بیش کروں ملکہ بلقیس بزم اہل حضرت سلیمان علیہ نبینا و علیہ السلام ملک میں فرمائزو اتحی اسی ملکہ کا تذکرہ حضرت سلیمان کے تذکرہ کے ساتھ سورہ نمل میں خاص طور سے آیا ہے۔

### خاندانی حالات و ملکی انتظامات کی مختصر کتفیت

بلقیس خاندان ساریکی ایک نامور فرمائزو اتحی۔ اس خاندان کی بادی و بر بادی کے کیسے قدر واقعات اجمالی طور سے قرآن شریف کی سورہ ساریں موجود ہیں۔ اسی وجہ سے سورہ سانام رکھا گیا ہے۔ شہابیں میں بیشتر نام ایک بادشاہ تھا اسی کو ساری کہتو ہیں میں ملک عرب کا ایک حصہ ہے جو جنوبی صحرے سے ملا ہوا ہے۔ اس ملک میں خاندان ساریکی سلطنت تھی اسی خاندان کی نسل میں بلقیس بھی ہے۔ بلقیس سے چند پشت پہنچ بار نے فرمائزو ای کی تھی۔ اسی نام سے ایک شہر بھی آباد ہوا تھا جو صنعت سے تین منزل کے فاصلے پر ہے اور اسی کے نام سے خاندان ساری مشہور ہوا۔

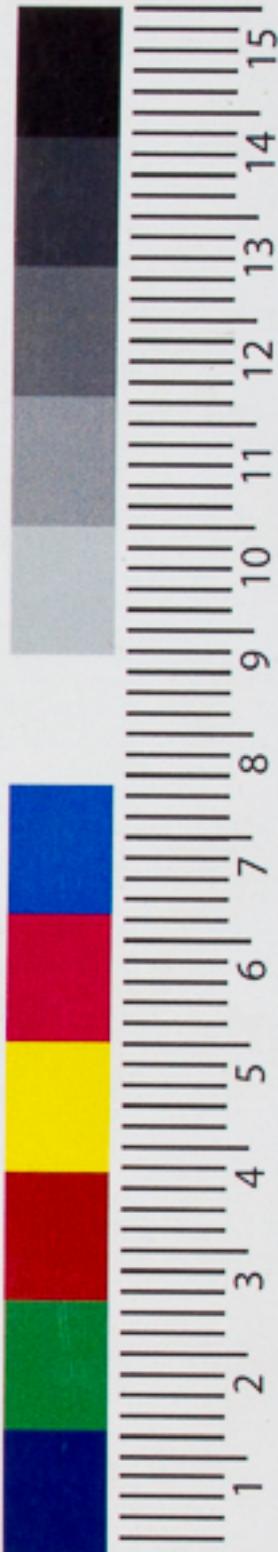
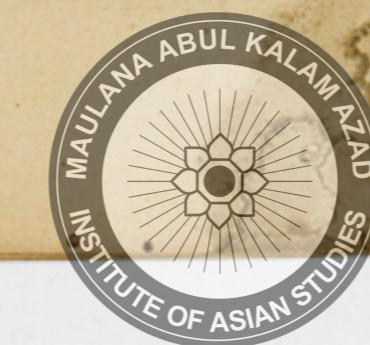
سپاکی اولاد میں سلطنت ہی بیرون اسک کا امداد اپنے بلقیس بادشاہ ہوا امداد کے بعد اس کی بیٹی بلقیس نخت اور تاج کی مالک ہوئی اور چاہیں پرس تک سلطنت کی بلقیس نے نخت نشین ہو کر اور عنان فرمائز والی ہاتھ میں لیکر ترقی ملک کی طرف پوری پوری توجہ کی زراعت و تجارت کو بہت فروع دیا غیر فروع عذیز میں کو جگل و جھاڑی سے صاف کر کے مرو و عہ بنا دیا۔

بعض مورخین کہتے ہیں کہ سورہ سپاکی خاندان سپاکے ذکر کے ساتھ راستوں کے دایین بائیں باغات ہونے کا جو تذکرہ ہے وہ باغات بلقیس کے دست کر مہ سے لگائے گئے تھے۔

بلقیس نے ملک کی سربراہی اور ترقی زراعت کے لئے آپاشی کا جو انتظام کیا تھا وہ ایک بڑا کارنامہ اُس کے حسن انتظام کا تھا اور وہ انتظام یہ تھا:

کہ بر سات کا ایک روکنے کے لئے ایک بڑا تحکم بند تعمیر کرایا تھا جس کی نزدیک اور نالوں کا پانی اکٹھ جمع رہتا تھا اُس میں ہے چھوٹی چھوٹی نہریں بکالدی تھیں جن سے کھیت اور باغات میں آپاشی ہوتی تھی۔ اسی بند کا فیض تھا کہ ملک میں میں راستوں اور سڑکوں کے دو طرف انور اور دیگر میووں کے باغات لے ہوئے تھے۔ بستیاں یا سپاس پاس آباد ہو گئی تھیں یہ آبادی و شادابی منزلوں تک چلی گئی تھی۔ مسافر لوگ رات و دن بڑی آرام سے نہایت امن کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے۔

یہ بنداب سربراہی و شادابی ملک کے لئے ایک بڑا ذریعہ آپاشی کا بلقیس نے چھوڑا اس بند کا نام عمِ تھا۔



مگر افسوس کہ بلقیس کے جانشین فرمانزوایان نے اس انتظام کی کچھ قدر نہ کی امن و حیثیں کی وجہ سے عیش و عشرت میں نہ مک ہو گرفتوں بیہمی میں اسیے مبتلا ہوئے کہ خدا کی ناپاسی کرنے لگے اور اسرائیل قدرت کا مدد و معاون ہے ملکی انتظامات کی طرف کچھ تو جذکی نہ اس بند کی مرست کا بھی خیال کیا آخر کار ایک دن وہ بند تلوٹ گیا اور اسقدر زور کا سیلا ب نکلا کہ تمام سبقوں اور باغات کو بہما لے گیا۔ اسی سیلا ب کو نام سیل العزم سورہ سبار میں ذکر کیا گیا ہے۔ سیلا ب سے جب تمام باغات برپا ہوئے تو ان لوگوں کی تکالیف حکلیدن کیے کیا ہو گیا۔

### نوٹ

دنیا میں اکثر امراء و سا بزر مانہ امن اپنے ملک دولت میں اسی طرح حست اور غافل ہو کر خرابی و بر بادی پیدا کرتے ہیں۔ خیال کرنیکا مقام ہے کہ ایک خaton فرمانزو اور ملک کی سرپریزی و شادابی کا کیسا بڑا کام کیا اور اس کے جانشین جوانروں کی غفلت نے کیا تباہ کر دا لاس موقع پر یہ کہنا بیجا نہ ہو گا کہ اسیے مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی فرمانزوائی غنیمت بلکہ اس غنیمت کیوں نہ شمار کی جائے۔

بلقیس کے حسن انتظام کی یہ کارروائی رطبو رشتے نمونہ از خروادے ہے۔ اور بلقیس کا ایک دوسرا کارنامہ ہے جس سے بلقیس کی شاہانہ ہوشمندی اور دو راندھی کا ثبوت ملتا ہے اس کے واقعات مختصر طور پر چند آیات سورہ نمل میں خداوند تعالیٰ نے نقل فرمائے ہیں یہ واقعات

بھی صفحہ دنیا پر سلاطین و فرمانزوایان کے لئے ایک عورہ بدقہ ہیں۔  
میں ان واقعات کو بطور ترجیح آیات عام فہم عبارت میں بیان کرتا ہوں کہ عام مسلمانوں کو قرآن شریعت کے آیات سے واقعات پیش نظر ہو جائیں۔

حضرت سليمان علیہ السلام ملکہ بلقیس کی سلطنت

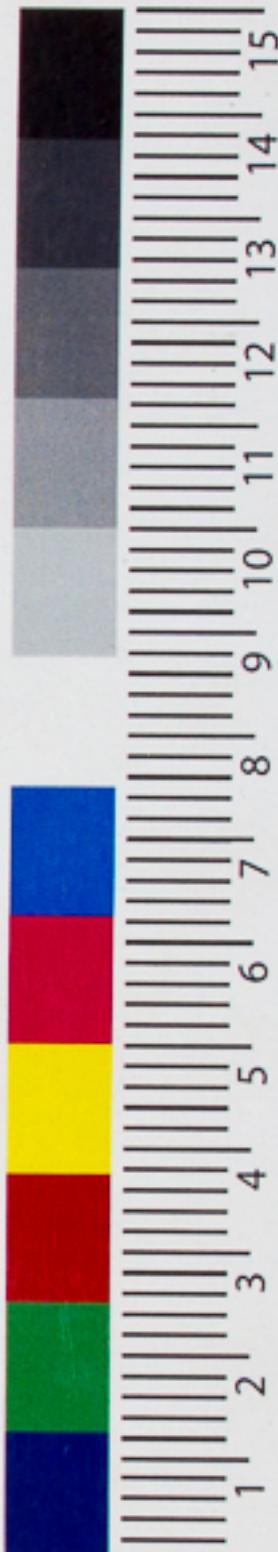
بلقیس میں میں فرمانزوائحی اور حضرت سليمان علیہ السلام کی سلطنت ملک شام میں ایسی شوکت و سطوت کے ساتھی کہ آدمیوں کی علاوہ جن اور طیور بھائی اور دواب وغیرہ جملہ حیوانات زیر فرمان تھوڑے خداوند تعالیٰ نے حضرت سليمان کو منصب نبیوت بھی عطا فرمایا تھا۔

### نوٹ

جن و دیگر حیوانات پر حکومت ہوئی کی وجہ اور اس کا اصلی راز اس موقع پر ذکر کرنیکی ضرورت نہیں۔

ماہین ہر دو فرمانزوایان کے تعارف نہ تھا تعارف کی صورت اس طرح پیدا ہوئی کہ ایک روز حسب معمول طیور کی حاضری می گئی تو ہدہ کو حاضر نہ یا کر حضرت سليمان نے فرمایا گیا سبب ہے کہ میں ہدہ کو اسوقت حاضر نہیں کرتا ہوں یا وہ بھی ان ہی میں سے ہو گیا جو اکثر غائب وغیر حاضر ہا کہ تو میں میں اسکو سخت سزا و مکایا ذبح کر داون گایا کوئی وجہ میں اور معقول اپنی غیر حاضری کی بیان کرے تو البتہ در گذر کر نگاہ۔

تحوڑی دیر بعد ہر حاضر ہو گیا اور بیان کیا کہ میں نے ایسی ایک بڑی بات معلوم کی ہے جو آپ کو آج تک معلوم نہ تھی ملک سبار سے



ایک سمجھی خبر لیکر آپ ہوں۔ میں نے اُس ملک میں ایک عورت (لطفیہ) کو فرمانڈوا پا یا جو سب کی مالک بھی ہوئی ہے۔ ہر قسم کامال۔ دولت حکومت اور ساز و سانان قدرت سے اسکو دیا گیا ہے۔ اُس کے لئے ایک بڑا تخت سلطنت ہے جس پر وہ جلوس کرتی ہے۔

### نوٹ

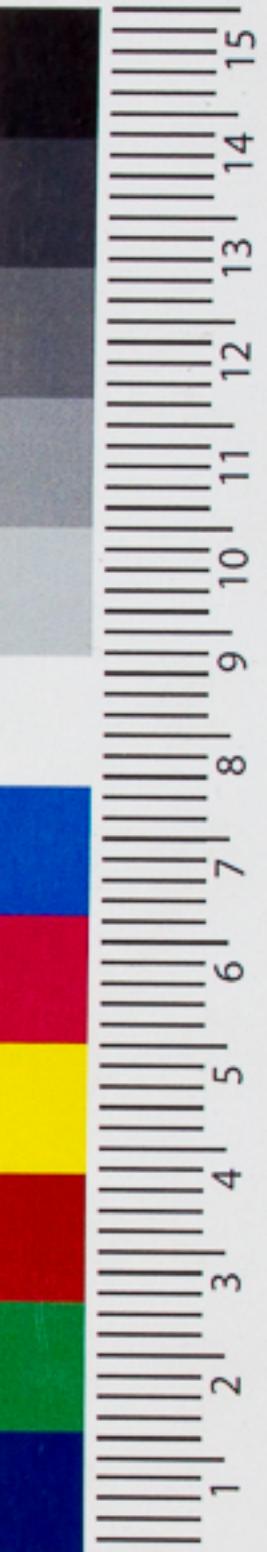
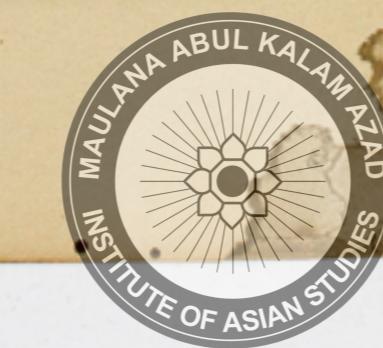
چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے وقت کے بنی هوس لئے ہدھب قبیس کے غیرہی خیالات بیان کرنے لگا کہ:-

”مینے اُسلو اور امسکی قوم کو آفتاب پرست پایا اس آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور اس کام کو شیطان نے اُنکے خیال میں ایک چھا کام ثابت کر کے خدا کے سید ہے راستہ توحید سے انکور و کدیا ہے وہ بالکل نہیں سمجھتے کہ سجدہ در حمل اُس اللہ کے واسطے کرنا چاہئے جو انسان وزمیں سے عمدہ عمدہ چیزیں پیدا کرتا ہے عالم الغیب ہے کوئی کام پوشیدہ کرو یا علاویہ سبکو جانتا ہے وہ اسدا ایک مبود ہے اُسکے سوا کوئی دوسرا مبود نہیں وہی اثر عرشِ عظیم کا مالک ہے۔“

### نوٹ

ایسے واقعات پر بعض لوگ بلاغور و تامل حض نظر ہری نظر سے دیکھ کر بول اٹھتے ہیں کہ جانور ایسی باتیں نہیں کر سکتا ہے خصوصاً تو حید کی بھلانی اور شرک کی برا بی کا ادک جانوروں کو کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جانوروں میں فطر تما وہ ادک اور احساس قریب نظرت انسانی کے موجود ہے۔ جانوروں کی حرکات

سکنات اُنکی بود و باش اُنکی بائی محبت و نفرت سے ظاہر ہے کہ اُنکی طبیعتون میں ادک و احساس ہے رضاصرحت چیزوں کے استعمال۔ سے جیوانات کا اجتناب کرنے بھی اُن کے ادک پر دلالت کرتا ہے طیور کے جوڑوں کا بطور ازدواج یک جنتی سے زندگی بسر کرنا بچوں کی پرورش میں شخوں ہونا بالکل معاشرت انسانی کے قریب قریب ہے جانور و نہیں نفسی الطبع اور بہبید الطبع کا ہونا بھی ظاہر ہے بعض پاک و صاف رہتے ہیں اور خراب چیز خصوصاً میلادغیرہ نہیں کھاتے بعض میںے اور گندے رہتے ہیں خراب چیزیں بھی کھاتے ہیں۔ ان دونوں قسم کے جانوروں میں جیسا کہ ظاہر طبیعتون میں فرق ہے ایسا ہی اُن کے باطنی خیالات اور عادات میں بھی تفاوت ہے جیسا کہ انسان کی عادات میں پایا جاتا ہے مادہ قابلیت جیوانات میں ایسا موجود ہے کہ انسان نہ قسم کے جیوان کو پرورش کر کے ایسے لیے کام لئے ہیں جو انسان کیا کرتے ہیں جانوروں کو کلام کرنے پر ظاہر قدرت نہیں معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اون کے حالات اور واقعات متعلقہ سے بالکل یقین ہوتا ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرا کے سی خاص طریقہ پر ضرور کلام کرتے ہیں مگر عام انسان اُس تکلم کو نہیں سمجھ سکتے



انس نے طوطا میتا وغیرہ کو بول چال سکھلا کر یہاں تک کر دکھا یا ہے کہ صات طور پر بات چیت کر لگتی ہیں لہذا کسی بُنی یا ولی کے محجزہ و گرست سے بھی اگر کوئی جائز بول اٹھا تو قیاس کے خلاف نہ گاپس جبکہ جائزون کا ادراک اور احساس ثابت ہے تو مادی اشیاء کی بھلائی و برائی معلوم ہونے کے ساتھ روحانی بھلائی و برائی جیسا کہ توحید و شرک کی صورت ہے جیوانات کا سمجھنا بعید از قیاس نہیں باخصوص اہل اسلام کے نزدیک اس لئے کہ جائزون کا یاد آئی میں مشغول ہوتا اور شل انسان کے ان کی بھی استین اور فرقہ ہونا قرآن شریعت سے ثابت ہے۔

۷- حضرت سیلمان علیہ السلام نے ہر ہدکا جواب سن کر فرمایا کہ اچھا ہم دیکھتے ہیں تو چاہے یا تو بھی انہیں جوٹ بولنے والوں میں سے کہ جو جو ایسے موقع پر جوٹ بات بنائے کر پیش کر دیا کرتے ہیں یہ کہکھ حضرت سیلمان نے بلقیس کے نام ایک خط لکھا اور ہر ہدے سے کماکہ لو یہ میرا خط لجھا اور اسکو اپر سے اون کی طرف ڈال کر اگل ہٹ جانا پڑ رکھنا کہ وہ آپس میں کیا کہتے ہیں چنانچہ ہر خط بیکردا وہ ہوا اور جیسا اسکو سکھلا دیا تھا ویسا ہی اس نے کیا۔

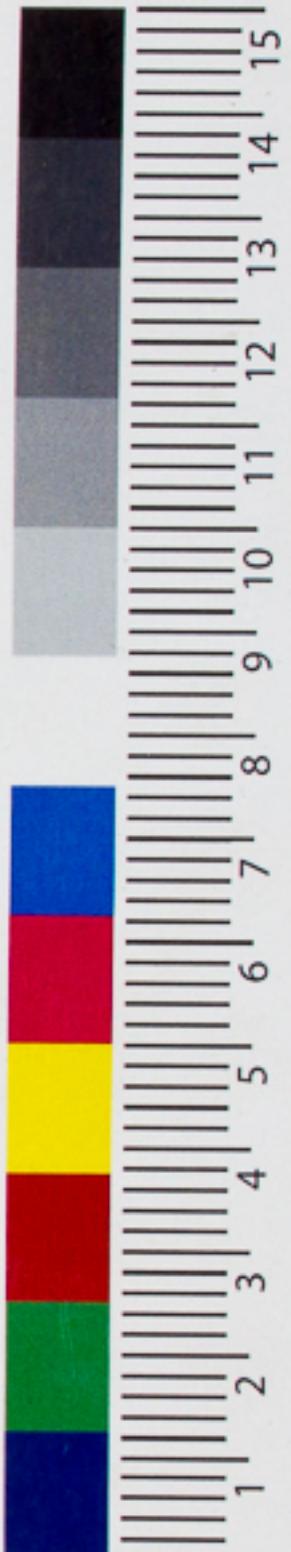
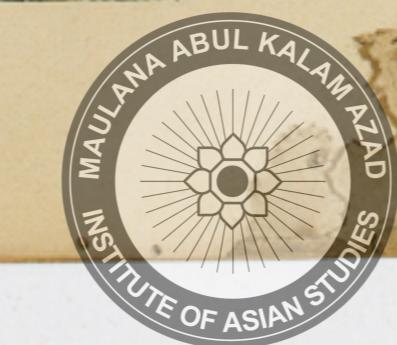
### نوٹ

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ طیور سے نامہ بری کا کام لینا بہت قدیم ہے آجھل بھی طیور سے نامہ بری کا

کام لیا جاتا ہے اور اس تجربہ سے جائز و نکوداک کا کافی ثبوت ہے جیسا کہ سابقہ ذکر میں ظاہر کیا گیا ہے۔  
۵- جب وہ خط بلقیس کی طرف اور سے ڈالا گی تو بلقیس نے اٹھا لیا اور پڑھ کر سخت حیران ہو گئی کہ اب کیا کرنا چاہتے بلقیس ایک ہوشمند و صلحت انہیں فرماز و اتحی سہرا میکا ہم انتظامی امر کو اپنے ارکین دولت کے مشورہ سے طے کیا کرتی تھی۔ اس خط کا آنا بھی ایک عجیب حرمت انگیز واقعہ تھا اور اس کا جواب ایک ہم انتظامی امر تھا اس نے بلقیس نے ارکان دولت سے کماکہ میرے پاس اور کو یہ خط جس کو کرامت نامہ کہنا چاہئے ڈالا گیا ہے زمامہ بچپنی اور کوئی جائز ڈال گیا ہے) یہ خط سیلمان کی طرف سے ہے۔ خلاصہ صحفوں یہ ہے کہ میرے مقابلہ میں غزوہ و تکبرت کرو تو حیدر ایمان لا کر میرے پاس آؤ۔

### نوٹ

حضرت سیلمان علیہ السلام کو بلقیس کی فرماز و اتحی اور دانائی معلوم ہو کر یہ خیال ہوا کہ کسی طرح آفتاب پرستی کو کو چھوڑ دے اور توحید پر ایمان لے آئے یہ خیال اسی جذبہ نبوت کا اقتضان تھا جو انبیا و روت کو عام اشخاص کے ساتھ عموماً اور خاص اشخاص کے ساتھ خصوصاً پیدا ہوتا ہے۔ اور یہی شے چاہتے ہیں کہ سر برآوردة قبل اور وانا اشخاص ایمان لا لیکن تاکہ انکی وجہ سے اور وہ بھی اثر پر سے یہ جذبہ عین جذبہ حقانیت اور منصب نبوت و رسالت کا اقتضان ہے یہ خیالات و جذبات

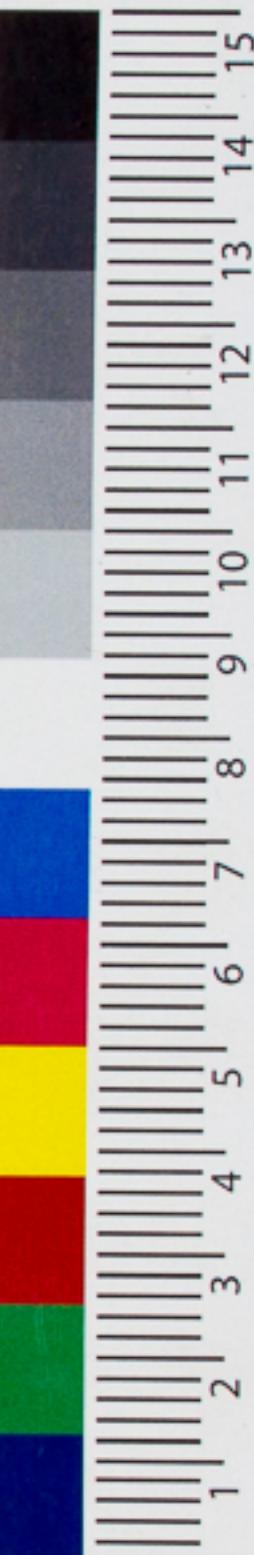
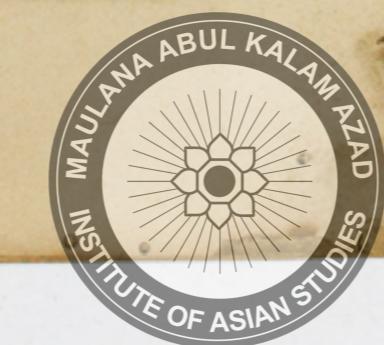


اصلاح عامر اور خیرخواہی انام کے جذبات  
ہین اور اسی کام کے لئے انہیا معموٹ ہوتے ہیں۔  
بلقیس نے صفوون خستا کر ارکان دولت سے کہا کہ "کبھی یہن کسی  
امر سلطنت کو قطعی طور سے طہ نہیں کرتی ہوں جب تک کہ تم لوگ حاضر  
نہ ہو جاؤ۔ لہذا اس میں شورہ دوکہ مجنوکی کرنا مناسب ہے دیلمان کو  
پاس پہنچوں اور تو حید پر ایمان لاوں یا مقابلہ کے لئے آمادہ ہو جاؤں" ۱  
ارکان دولت رجھ میں فوجی افسران بھی شامل تھے) بوئے کہ مقابلہ کیلئے  
ہماری طاقت بھی پچھہ کم نہیں۔ ہم بڑے قوت والے اور سخت حملکیا تھے  
لڑنے والے ہیں۔ لیکن حکم دنیا آپ کے اختیار میں ہے میں جو حکم آپ کو  
دینا منتظر ہو غور فرمائیجئے۔ ہم حاضر ہیں" ۲

### نوٹ

یہ کہنا ارکان دولت کا حصہ صافی افسران کا اسی پہلو پر  
تحا جیسا کہ اکثر ارکان دولت ظاہری طور پر اپنی بہادری  
کے تعلق اور لطیق خوشامد و لحاظ اپنے بادشاہ کی  
بڑائی اور شان کی وجہ سے کمدیا کرتے ہیں تاکہ انکی  
طرف یہ خیال نہ ہو کہ بڑائی سے ڈستے ہیں اور بادشاہ  
کی شان میں بھی کوئی کمزوری نہ ظاہر ہو ایسے موقع پر  
جو فرمازرو ابلاغور و تامل نا عاقبت اندیشی سے اپنی دولت  
کی ظاہری لفتگو پر اپنے تکبر و شانداری کے خیال میں  
کوئی سخت حکم صادر کر دستے ہیں وہ اپنے کو اپنی  
قوم کو تباہ کر دلاتے ہیں اور جو فرمازرو اکہ ہو شہنشاہ اور دانا

ہوتے ہیں۔ ایسی لفتگو کے ظاہر اور باطن پر مطلع ہو کر سمجھتے تو  
ہیں کہ ارکان دولت کی یہ لفتگو بالکل ظاہری طور پر جھض  
اپنی شرم یا ہماری خوشامدیا ادب کی وجہ سے ہے۔  
اس سے موقع پر حکمت عملی سے کام لیکر اپنی راے  
کا اظہار کرتے ہیں جس سے نہ بہادری میں ظاہر افرق  
آئے اور نہ شان و شوکت میں کمزوری محسوس ہو  
مصلحت اور دورانیشی سے ایک مناسب طریقہ  
اختیار کرتے ہیں جنما نچہ بلقیس کو بھی اُس وقت یہی  
قصہ پیش آیا کہ ارکان دولت نے بلقیس کی خوشامد  
اور اپنی شرم کی وجہ سے اپنی طاقت کو حضرت سیہان  
کے مقابلہ میں کمزور نہیں کیا لیکن بلقیس نے سمجھ لیا کہ  
یہ ظاہری لفتگو ہے۔ دورانیشی سے کام کرنا چاہئے  
اُس موقع پر ارکان دولت کے سامنے بلقیس اپنی راے و تجویز  
یہ بیان کی کہ بیشک ہماری طاقت کچھ کم نہیں ہے اور ہماری قوم سخت  
حملہ سے لڑنے والی ہے مگر مقابلہ کے وقت اگر پوری طاقت سے مارفعت  
کر کے ہم زانپے ملک کو مغلوب اور مفتوح ہونے سے بچا بھی دیا تو سخت  
نقضان جانی و مالی برداشت کر لینے کے بعد یہ کامیابی ہو گی اور اگر سیہان  
 غالب آگیا تو پھر تام مر ملک اور قوم کی تباہی کا سامنا ہے اس لئے کہ  
ملوک و سلاطین حب کسی ابھی میں غالب و فاتح ہو کر داخل ہوتے ہیں  
تو اُسکو خراب و بر باد کرتے ہیں اور وہاں کے معزز اور با اثر اشخاص کو  
ذیل و خوار کر دلتے ہیں تاکہ کوئی سرنہ اٹھائے۔ یہ بات میں ظاہر نہیں کتی ہے



گذشتہ زمانہ کے تاریخی واقعات اپر شاہد ہیں کہ ایسے موقع پر بادشاہ لوگ ایسا ہی کیا کر دیتے ہیں۔ الجھی ہمکو سلیمان کی طاقت کاموازنہ اور اُسکے خیالات اور ارادوں کا اندازہ بھی معلوم نہیں ہے۔ سب سے پہلے ہم کو ایسی تعبیر کرنا چاہئے جس سے سلیمان کی طاقت اور خیالات اور ارادوں کا اندازہ ہو جائے اُس کے بعد پھر قطبی فیصلہ کرنیا کہ ہمکو کیا کرنا چاہئے۔ لہذا میں مناسب خیال کرتی ہوں کہ سلیمان کے خط کا جواب لکھوں اور جنہیں میں بنے ہمکو خط لکھنے میں سبقت کر کے اپنے خیال کے مطابق دعوت توحید سے خیراندیشی کا اظہار کیا ہے اس لئے اُسکے شکریہ میں چند تھاں بھی ہوں۔ تھاں کے ساتھ چند آدمی تھاں کے لیجانے والے میں ہوں جو سلیمان کی طاقت اور خیالات اور ارادوں پر اطلاع حاصل کر کے بعد اپسی ہمکو تھیک خبر دین۔ اُسکے بعد پھر جو کچھ مناسب ہو گا کریں گے بلقیس کی اس مدد را کے کو سب نے تسلیم کیا۔

### نوٹ

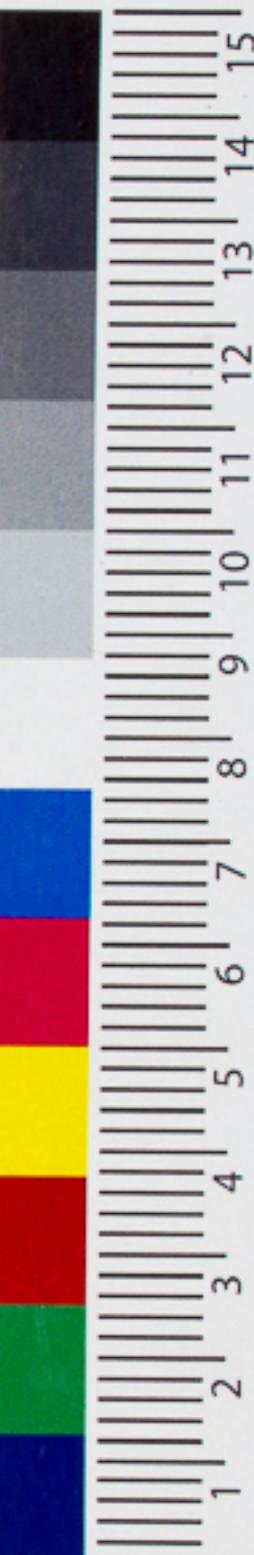
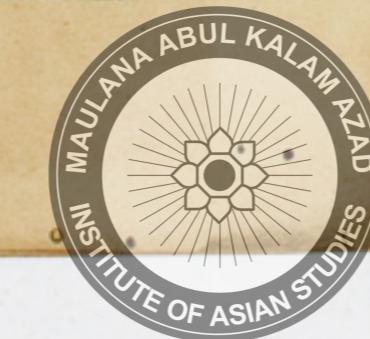
فی الواقع یہ راستے نہایت ہوشمندی اور دراندیشی کے ساتھ تھی۔ اصول جنگ کے ساحت سے لازم ہو کر فرق مقابل کی طاقت کاموازنہ کیا جائے۔ بلا موازن طاقت مقابلہ کرنا اصول جنگ کے خلاف ہے۔

۹۔ بلقیس نے جواب کے ساتھ تھاں کی قیمت بیش قیمت چند اکاروں کے سہراہ حضرت سلیمان کی طرف روانہ کئے جب تھاں کی قیمت مذکورہ پر پوچھ تو حضرت سلیمان نے فرمایا کہ ”کیا مال بھینے سے میری امداد کرنا چاہتے ہو میں تھاری امداد کا محتاج نہیں ہوں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مجھکو دیا ہے وہ

ہر طرح اس سے زیادہ اور بڑھ کر ہے جو تمکو دے رکھا ہے بلکہ اپنے تھاں سے تم ہی خوش ہو اکرو مجھے اسکی ضرورت نہیں فوراً جاؤ اور کمد و کاگر مصالحت و اطاعت منظور نہیں ہے تو میں ایسا شکریہ تھاں کو کرنا چاہئے جس سے سلیمان کی طاقت اور خیالات اور ارادوں کا اندازہ ہو جائے اُس کے بعد پھر قطبی فیصلہ کرنیا کہ ہمکو کیا کرنا چاہئے۔ لہذا میں مناسب خیال کرتی ہوں کہ سلیمان کے خط کا جواب لکھوں اور جنہیں میں بنے ہمکو خط لکھنے میں سبقت کر کے اپنے خیال کے مطابق دعوت توحید سے خیراندیشی کا اظہار کیا ہے اس لئے اُسکے شکریہ میں چند تھاں بھی ہوں۔ تھاں کے ساتھ چند آدمی تھاں کے لیجانے والے میں ہوں جو سلیمان کی طاقت اور خیالات اور ارادوں پر اطلاع حاصل کر کے بعد اپسی ہمکو تھیک خبر دین۔ اُسکے بعد پھر جو کچھ مناسب ہو گا کریں گے بلقیس کی اس مدد را کے کو سب نے تسلیم کیا۔

چھا جائے۔ چنانچہ حضرت سلیمان نے اپنے دربار کے حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ ”تم میں کون شخص بلقیس کے پوچھنے سے ہم اُس کا تخت اٹھا کر میرے پاس لاسکتا ہے“ اُس کے جواب میں اُن ایک قوتوں جن بو لا کہ ”میں اسقدر جلد لاسکتا ہوں کہ آپ اس مجلس سے نہ اٹھنے پائیں گے میں اس کام پر قوی اور امین ہوں بلکہ قسم کے نقصان پوچھنے کے صحیح و سالم ہمایت خطاہت ہی تخت کو لاسکتا ہوں۔“

مگر ایک دوسر اشخص حاضر دربار جو کتاب الہی کا عالم تھا بول اٹھا کہ ”میں اس تخت کو اپنی پاک جھپکنے سے پہلے آپکو پاس لاسکتا ہوں۔“ چنانچہ فوراً تخت حاضر کر دیا۔

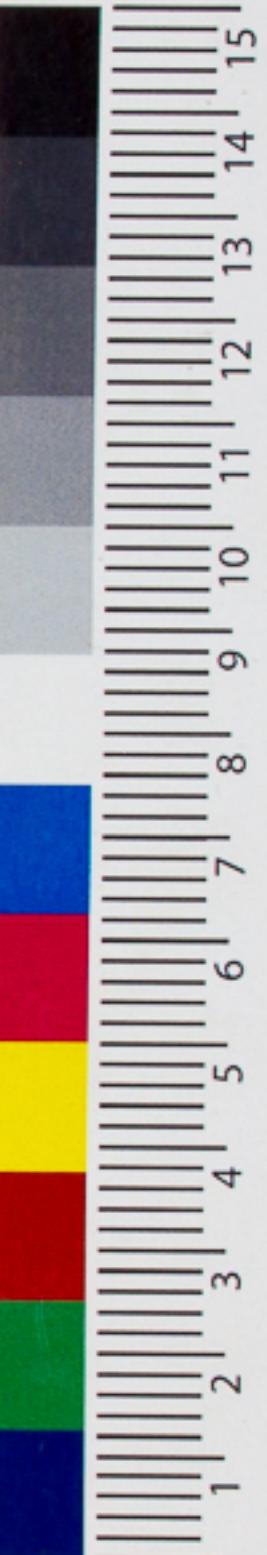
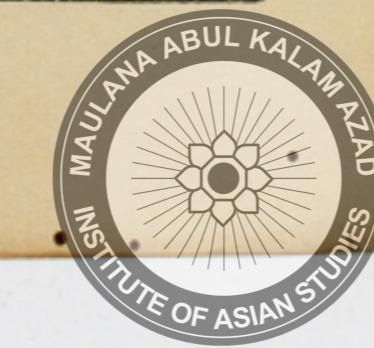


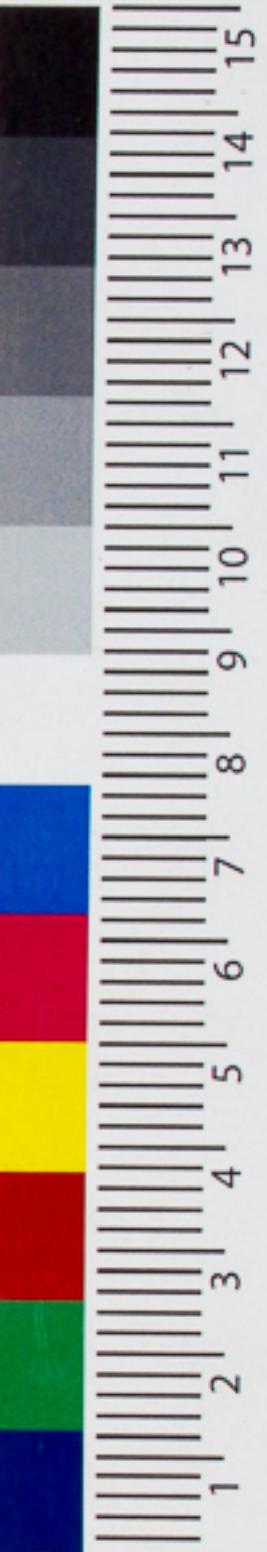
## نوٹ

اس قصہ میں تخت اٹھالا ہے کا واقعہ ظاہر ایسا ہے جس کو بعض لوگ خلاف قیاس سمجھ کر کہتے ہیں کہ پاک چھپنے میں میں سے شام کو اتنا بڑا تخت لے سو لایا جا سکت ہے ایسی کون بار بداری تیز رفتار تھی جو تخت کو استدر جلدے آئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کسی شے کا ایک مکان سے دوسرے مکان کو منتقل بنا ایک حرکت ہے حرکت کرنے کے لئے کسی محکم یعنی حرکت دینے والی بھی ضرورت ہے۔ اصلی محکم انسان کا ارادہ ہوتا ہے اور ظاہری اساباپ ہاتھ پاؤں غیرہ ارادہ کے معاون ہوتے ہیں چنانچہ جب انسان کسی شے کو حرکت دینا چاہتا ہے تو پہلے ارادہ حرکت دینے کا کرتا ہے اسکے بعد ماہمہ پاؤں وغیرہ ظاہری اساباپ ارادہ کی معاونت میں اس شے کو ادھر سے اوادھر کرتے ہیں۔ مثلاً جب آپ نے کسی کتاب کو منتقل کرنا چاہا تو پہلے اس بات کا ارادہ کیا کہ اسکو لیچلو اس کے بعد ماہمہ بڑھایا اور اٹھا کر لیچلو پس صلی محکم قلب تھا جس کے تابع سب اعضا ہیں۔

قلب میں جو تحریک پیدا ہوتی ہے اسی کو جذب و کش کرتے ہیں اور اس شے کے ظہور کے ان مختلف اساباپ ہوتے ہیں۔ مثلاً کسی شے کو آپ ہاتھ میں لے جاتے ہیں وہ لوگ

کسی کو گاڑی میں کسی کو ریل میں یا اساباپ و ذرا رائے ارادہ قلبی کو لورا کر دیوں لے پین اپنی ذات سے اُنکو اُس شے کے منتقل کرنے میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہاتھ یہ نہیں چاہتا کہ وہ اس شے کو لے جائے۔ گاڑی یا ریل خود یہ نہیں چاہتی ہیں کہ کسی شے کو لھائیں کیش و جذب جب قلب میں پیدا ہوتا ہے تو قوی کیش اُس کام کو جلد کرنے پر موثر ہوتی ہے اور ضمیمن کش بیرون چانچہ یہ روزمرہ کے واقعات ہیں کہ جب کسی کام کو جلد کرنا چاہتے ہیں تو قوی کش ورنہ ضمیمن کش ہمارے قلب میں ہوتی ہے جب یہ قوی کش اساباپ ظاہری کو جلد میا کر لے تو موثر ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ قلب کے جذب و کش میں قوت موثرہ موجود ہے پس یہی قوت موثرہ ایسی قوت ہے کہ بھی بھی بلا ظاہری اساباپ کے کام دیتی ہے جیسا کہ سسریز مرکے تجربہ نہ ثابت کر دیا ہے کہ قلبی کش نے ایک قوی اثر کر کے طرفہ العین میں بلا ذریعہ ظاہری اساباپ دور کے معاملات پیش نظر کر دے ہیں۔ یہی کش انبیا اولیا کے قلب میں قوی تر ہوتی تھی کہ بلا ذریعہ اساباپ ظاہری کے اس کش سے ہر چیز نہیں سرعت کے ساتھ منتقل ہو سکتی ہے۔ خصوصاً جو لوگ کہ اور اد و وظائف کے عامل ہو جاتے ہیں وہ لوگ





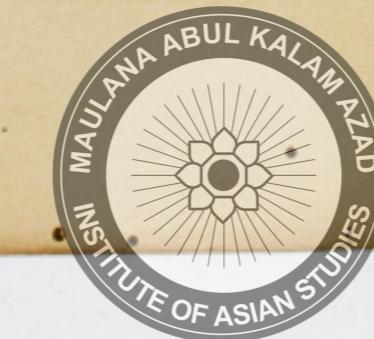
۔ جذب کی طاقت سے باہر نہیں کہا جاسکتا خصوصاً  
موجودہ زمانہ میں سامنے نے حیرت انگیز طریقہ پر  
طرح طرح کے اخراجات اور جذبات قلب سے  
پیدا ہونا ثابت کر دکھایا ہے اس موقع پر یادِ فضل  
کی نہر و روت نہیں ہے۔

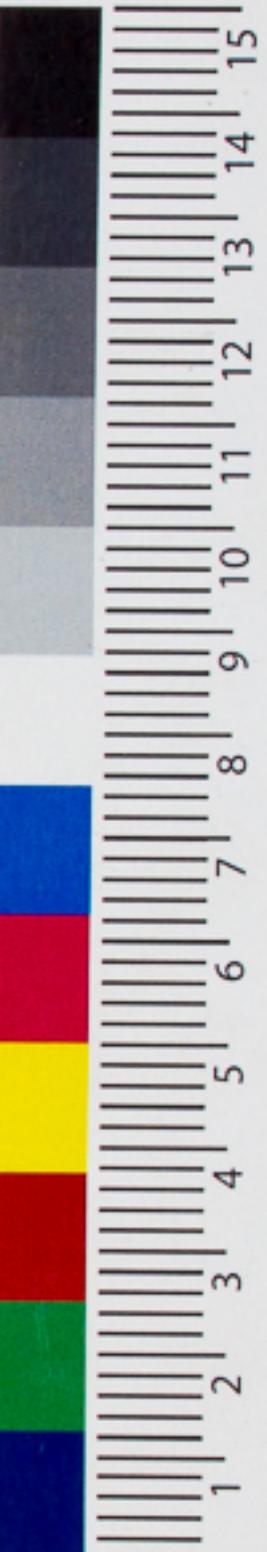
۱۰۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے پاس تخت کو لکھا  
ہوا دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور خداوند تعالیٰ کاشکار کر کے کہنے لگے  
کہ "میرے رب کے فضل سے یہ کام ہوا ہے تاکہ اس موقع پر یہی  
آزمائش کرے کہ میں باوصفت اسقدر سلطنت و شوکت و طاقت  
کے اُسکی دی ہوئی نعمتوں کا غلکرڈا رہوں یا ناشکری کرتا ہوں اگرچہ  
اس آزمائش کی حق تعالیٰ کو بالکل ضرورت اور پر واد نہیں پہنچا بلکہ جو کوئی  
شکر ادا کرتا ہے اپنے بھلے کے واسطے اور جو شکر نہیں کرتا تو ہمارے رب کو  
اُسکی کچھ پرواد نہیں۔"

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ بلقیس کی ملاقات  
کے وقت اُسکی عقل و دانش کا امتحان لیا جائے اس نے اپنے خدام  
کو حکم دیا کہ بلقیس کے تخت میں بجھہ ادھیٹر بن کر کے اُسکو بے پہچان کر دو  
تاکہ ہم دیکھیں بلقیس سمجھتی اور سچانتی ہے یا لیے لوگوں میں ہے جن کو  
کوئی حس لکی بات کا اور کچھ سمجھہ اور پہچان نہیں ہے۔

جب بلقیس پھونجی تو حضرت سلیمان نے پوچھا کہ "کیا تھا را  
تخت ایسا ہے" اُس نے دیکھ کر جواب دیا کہ "ایسا ایسا بلکہ گویا یہ تخت  
وہی ہے" وہاں تخت کو موجود دیکھ کر بلقیس حیران ہو گیا ساتھہ معوب  
لہذا تخت لانی کا واقعہ سامنے کے خلاف اور روحانی

عمل نہیں زور سے اپنے قلب سے بہت کچھ کام  
لے سکتے ہیں۔ پس قوتِ قلبی جو اصلی قوت روحانی  
ہے نہایت تیز و قوی تر ہے۔ اسکی شش صادقة کا  
ظہور سماشیہ مختلف طور پر ہوتا رہتا ہے چنانچہ قلب کے  
حیالات جو آن واحدین زمین سے آسمان تک  
پہنچتے ہیں۔ یہی ایک کیش ہے سمر زیرم کے طریقہ  
پر قلبی زور سے جو کام لیا جاتا ہے وہ بھی ایک کیش  
ہے اور ایسی کیش ہے کہ اگر قوتِ قلبی کافی ہو تو پہاڑ  
کو بھی ایک آن واحدین طفیخ لائے جو کش انبیاء اور  
اویسا کرام کے قلوب میں پہنچتی ہے وہ اور بھی  
زیادہ قوی تر ہے بعض اشخاص کو اعمال اور اوراد  
کے زور سے کیش حاصل ہوتی ہے جس کا تجربہ  
کیا گیا ہے چنانچہ بعض مؤمنین لستے ہیں کہ (وہ شخص  
جو طرفة العین میں تخت کو لایا اس کم عظم کا عامل تھا)  
گویا اس کم عظم کے اثر سے اُسکے قلب میں اسقدر  
تیز کش پیدا ہو گی جس کے زور سے اس نے تخت  
کو لا حاضر کیا اسی کیش صادقة کا ادنیٰ مرتبہ یہ ہے  
کہ ہم کسی شخص کو یاد کرتے ہیں تو بعض اوقات وہ  
شخص چلا آتا ہے۔ اگر کیش صادقة قوی تر ہو جاؤ  
تو ظاہر ہے کہ بخاری سے بخاری شکر پر بھی ہوتا ہو گی  
لہذا تخت لانی کا واقعہ سامنے کے خلاف اور روحانی





بھی ہو گئی اور بول گئی کہ ہکو پہنے سے آپکی طاقت و شوکت کا حال معلوم ہو گیا تھا اور ہم پہنے ہی مطیع ہو گئے تھے۔

حضرت سیلمان کو بلقیس کی فتح و فرات سے ایک اشیاء ہوا تو بمقتضای منصب نبوت بلقیس کو نصیحت کی اور ما سوا اللہ کی پرتش کرنے سے روکا۔

دوسرہ امتحان اس طرح یا کہ جس محل کے صحن میں پانی کا حوض سفید شیشے کا پشاہوا تھا اس میں رنگ بزنگ کی مچھلیاں تھیں اسی محل میں دوبار منعقد کیا اور جب شرکت دربار کے لئے بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل میں چلو تو بلقیس نے پانی کی امرين اور مچھلیوں کا پھرنا دیکھ کر سمجھا کہ اس پانی میں سے چلنے ہو گا جلدی میں اسکے اور شیشے کے پٹا و کا خیال نہ کیا پانی میں گزرنے کے لئے اپنی دلوں پنڈلیوں پر سے کپڑا اٹھایا جیسا کہ عامتاً پانی میں چلنے کے لئے پاجامہ وغیرہ کو پنڈلیوں پر سے اٹھا دیتے ہیں۔

حضرت سیلمان نے فرمایا کہ یہ حوض تو شیشوں سے پشاہوا ہے۔ اپر بلقیس متذہب ہوئی اور شیشوں کا خیال نہ کرنے سے شرم رہ و محل ہو کر سمجھ گئی کہ حضرت سیلمان کو اللہ تعالیٰ نے بڑی عقل و دانائی تجھی ہے عجیب حیرت انگیز محل و حوض وغیرہ تیار کئے ہیں بڑے بڑے طاقتور جن اور صاحب علم لوگ اس کے مطیع ہیں بیشک جو نصیحت سیلمان کرتا ہے بالکل درست ہے اسکو تسلیم کر کے آفتاب پرستی ہجھوڑ دینا چاہئے۔ پس یہ خیال کر کے بلقیس نے باواز بلند توبہ کی اور کہا کہ اے میرے رب بیشک میں نے اپنے نفس پر آفتاب پرستی کرنے میں

سر اسلام و ستم کی تھا ب میں تو ہ کرتی ہوں اور حضرت سیلمان کے ساتھ اس اللہ پر ایمان لاتی ہوں جو تمام عالم کا پانے والا ہے۔

### نوٹ

قرآن شریعت میں اس قصہ کو صرف اسید قدر بیان کر کے چھوڑ دیا گیا ہے اور بیشک اسید قدر رکافی تھا کیونکہ قرآن مجید میں ایک فرمائرو احاتوں کی عقلمندی کا ذکر اسی کے تھا کہ وہ عقلمندی اور دانائی کی وجہ سے آخر کار تو حیدر ایمان لائی تو حیدر پر ایمان لے آنا قرآن شریعت کی تعلیم اور تبلیغ کا اصل مقصد ہے بیشک اصلی و دانائی اور عقلمندی بھی ہے کہ انسان دنیوی درستی کے ساتھ عاقبت کی درستی سے غافل نہ ہو۔ فقط سعید الدین

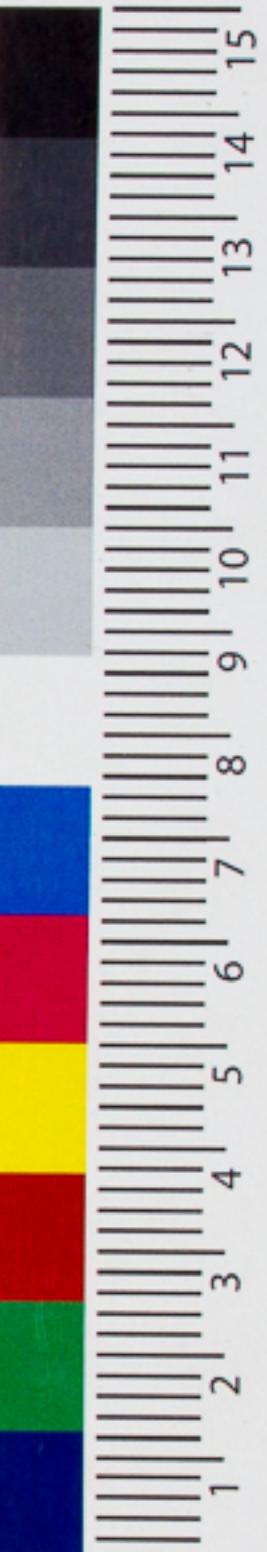
## الطلاق

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو نسل السلطان ہ جنوری ۱۹۴۹ء نمبر

ذیل میں ہم ایک نعمتہ اور درج کرتے ہیں جس سے یہ معلوم ہو گا کہ انگلتان میں طلاق کی درخواستیں کس قدر مرد وون کی طرف سے گزین اور کس قدر درخواستیں عورتوں نے دین۔

سنہ تعداد درخواست مرد و نسلی ہفتہ سنہ تعداد درخواست عورتوں کی ہفتہ  
۳۲۶ ۳۵۸ ۹۵ ۱۹۴۹ء





سنه تعداد رخوبت مردوں کی طرف سنه تعداد رخوبت عورتوں کی طرف  
سنه ۱۸۹۶ ۳۹۴ " سنه ۱۸۹۶ ۳۶۶  
سنه ۱۸۹۷ ۳۱۶ " سنه ۱۸۹۷ ۳۶۵  
سنه ۱۸۹۸ ۳۰۵ " سنه ۱۸۹۸ ۳۶۵  
سنه ۱۸۹۹ ۳۸۶ " سنه ۱۸۹۹ ۳۶۰  
سنه ۱۹۰۰ ۳۳۳ " سنه ۱۹۰۰ ۳۱۰

ان میں فیصدی ۰۰۰ دخواستین منظور ہوتی ہیں۔ لیکن اب منظور شدہ  
درخواستون کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ یورپ کے دوسرے ملکوں  
شلا فرانس، سیکسنی، بلجیم، ہالینڈ، سویڈن وغیرہ کی بھی حالت قریب قریب  
یہی حالت ہر طلاق کی عام گرم بازاری انگلستان کی طرح وہاں بھی ہے  
اور جو ملک جقدر بیکاری میں منہک ہے اسیقدر طلاق و افتراق کی  
کثرت ہے فرانس مالک یورپ میں پہنچا کر اپنی کام مرکز ہے  
اس بنا پر تمام مالک کے سماڑے وہاں طلاق کی بھی کثرت ہے  
چنانچہ اعداد و شمار کے موازنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں اس س  
سال کے عرصہ میں طلاقوں کی تعداد دنیا سے زائد ہو گئی ہے۔  
طلاقوں کی تعداد میں جقدر اصناف ہوتا جاتا ہے اسیقدر ناجائز بچوں کی  
پیدائش میں بھی اصناف ہوتا جاتا ہے چنانچہ انیسوں صدی کے آغاز  
میں فرانس میں ان بچوں کی شرح پیدائش فی صد ۵۰ دہم تھی مگر سنه ۱۸۶۹  
میں ۲۵٪ تک پہنچ گئی اور اب تو اور ترقی پر ہے۔ اس کی اندازہ  
ہو سکتا ہے کہ یورپ باخصوص فرانس میں محکمات طلاق کیا ہیں۔

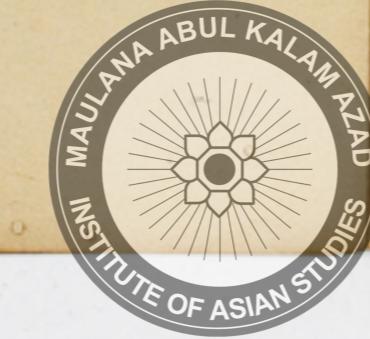
اگر چند لوگوں یہی حالت رہی اور یقیناً رہیکی تو تکمیل کا نظام ہی سری سے  
درست بر حکم ہو جائیگا اور یہ وہ زمانہ ہو گا جب دنیا دیکھی کہ وحشت اور  
تمدن کے نتائج میں اتحاد مشابہت یکریغتی اور ہماری پائی جاتی ہے  
بہر حال اس موقع پر ہم ایک علم نقشہ درج کرتے ہیں جس سے یورپ کے  
تمام مالک کی تعداد طلاق اور ملن کے باہمی تناسب کا اندازہ ہو گا۔

	سنه فرانس سیکسنی بلجیم	ہالینڈ سویڈن
۱۸۵۱-۵۵	۱۰۰	۱۰۰
۹۸	۱۰۰	۱۰۰
۱۰۹	۱۰۶	۱۰۰
۱۱۳	۱۱۵	۱۰۰
۱۳۲	۱۳۹	۱۰۰
۱۴۱	۱۵۱	۱۰۵
	۲۲۵	۳۰۰
	۱۸۶۴-۷۰	۱۸۶۱-۶۵
	۱۸۵۴-۴۰	۱۸۴۴-۶۰
	۱۸۴۱-۴۵	۱۸۴۱-۶۰
	۱۸۴۱-۶۰	۱۸۴۱-۶۰
	۱۸۴۱-۶۰	۱۸۴۱-۶۰
	۱۸۴۱-۶۰	۱۸۴۱-۶۰

یہ چند سالوں کی فہرست طلاق ہے جس سے سرسری طور پر  
معلوم ہو سکتا ہے کہ ہر سال طلاق کی تعداد کقدر ترقی کرتی جاتی ہے۔  
اور اب تو اس تعداد میں اس سے کمین زیادہ کا اضافہ ہو گیا ہو گا۔

(۱)

طلاق کے متلق تام و ختی تمدن اور نیم و ششی قوموں کا جو طرز  
عمل قانون اور رسم و رواج تھا اس کا اجتماعی نقشہ تحریری نگاہ کو سائنس  
آنگیا ہو گا۔ اب ایک قوم اور ایک مذہب اور رہ گیا ہے جو یورپ  
کی اصطلاح میں وحشت کی زندہ تصویر اور بربست کا خوفناک مجسمہ ہو  
اور جسکو اسلام کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔



طلاق کے مختلف اسلام نے جو جو اصلاحیں کیں اُس کے اندازہ کرنے کے لئے صرف گذشتہ اور موجودہ قومونکا طرز عمل کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لئے خود اہل عرب کی حالت پر نظر ڈالنی چاہئے کیونکہ جیسا کہ شاہ ولی الد صالح نے "حجۃ الدالباغہ" میں لکھا ہے ہر پیغمبر کو زیادہ اپنی قوم کی رسم و رواج کا سچا ذرا رکھتا ہے۔ اسلام نے بھی طلاق کی اصلاح اہل عرب کی حالت کے موافق کی ہے۔ البتہ اس میں ایسے عام اور کلی اصول موجود ہیں جنکے ذریعہ سے تمام قوموں کی اصلاح یکجا سکتی ہے۔

اسلام سے پہلے عرب میں طلاق کے مختلف طریقے جاری تھے جنکی تفضیل حسب ذیل ہے۔

(۱) ایک طریقہ اسی متدوال طلاق کا تھا جسکو اسلام نے قائم رکھا ہے۔ ہر شخص بدفعتات تین طلاق دیتا تھا۔ اور جب تک یہ تعداد پوری نہ ہو جائے رجحت کر سکتا تھا، اسلام نے اس طریقہ کو قائم رکھا ہے، اور اسکو طلاق سنی کہتی ہیں، کہا جاتا ہے کہ یہ طریقہ حضرت اسماعیلؑ کی یادگار ہے کہ انہیں ڈائریکٹ حسنہ کی ابتداء کی تھی لیکن عرب کی غیرت و محیت نے اس میں اور بھی بہت سی باتیں اضافہ کر دی تھیں جسکی وجہ سے طلاق عورت کے لئے ایک شکنجه غداب بن گئی تھی۔ طلاق اب بھی غیرت و شرافت کے خلاف سمجھا جاتا ہے، اور اہل عرب تو اور بھی خلاف غیرت سمجھتے تھے، چنانچہ سعد بن عبادہ کے متعلق صحابہ کے الفاظ یہ ہیں۔

انہ رجول غیوس ماتزوج امراء الابکڑا | وہ غیرت دار آدمی ہے کبھی کنواری کو سوادوسی

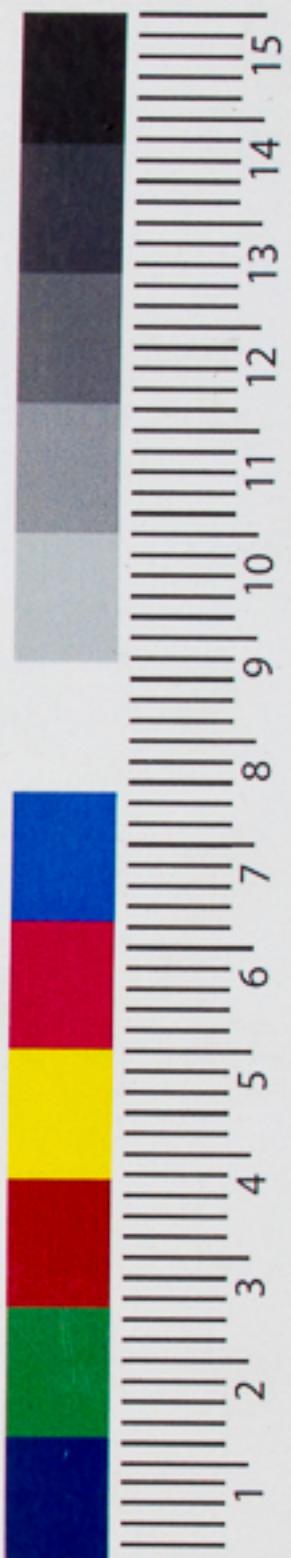
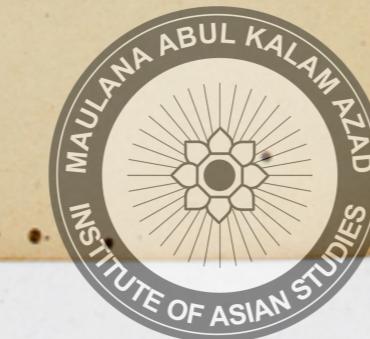
و ماطلاق امراء  
با اینہمہ مجبور اطلاق دینی ہوتی تھی۔ اس لئے عورت کو تسانی یا روک بھنگ کیلئے جب القضا و مدت کا زمانہ قریب آتا تھا تو بلا ضرورت اس غرض سے رجعت کر لیتے تھے کہ حدت کا زمانہ بڑھ جائے اُنکو اس قسم کی طلاق اور رجعت کا غیر محدود اختیار حاصل تھا۔ اس بنا پر نکاح اور طلاق کے درمیان عورت کے لئے یہ تیسری منزل تھی جو طلاق سیکھی نیاد و شوارکردار تھی۔

اسباب النزول واحدی میں ہے۔ (صفحہ ۵۵)

کان الرجل اذا اطلق امراته فثارت بمعها | کوئی شخص جب بیوی کو طلاق دیتا تھا اور قبل ان تنقضی صدتها کان ذلك له | پھر زمانہ حدت گزرنے کی پہلی رجعت کر لیتا تھا وان طلقها الفت منة | تسلیمه اختیار حمل تھا بی بی کو نہ رپا طلاق بھی اگر خوش قسمتی سے عورت اس شکنجه غداب سے نجات پا جاتی تھی اور اُسکی حدت کا زمانہ گزرنے کا تھا تب بھی وہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی تھی وہ لوگ اسکو نہیں پسند کرتے تھے کہ اُنکی بی بی کسی دوسرے کے یہاں جائے کیونکہ یہ اُنکی غیرت و محیت کے خلاف تھا۔

بلوغ الارب فی احوال العرب میں ہے۔

کانوا يمتعون النساء ان يتنز وجن بعد | عورتون کو زمانہ حدت گزرنے کا بعد غیرت جبی انقضاء عدههن حمیة جاهلیة | کی بنا پر نکاح سے روک رکھتے تھے۔ جب کوئی چیز دلت کے انتہائی درجہ کو پوری نجیج جاتی ہے تو اُسکو ہر شخص یا زیکر المفال بتالیتا ہے عرب میں عورت دلت کے اس آخری نقطے سے بھی آگے بڑھ کر تھی اس بنا پر نکاح یا طلاق کوئی اہم چیز



نہیں خیال کیجا تھی۔ یا مخصوص طلاق تو ایک تفریجی مشغله تھا جس سے  
بآسانی مسرت حاصل کیجا تھی۔

بلوغ الارب فی احوال العرب میں ہے۔  
کان الرجل يطلق امراته او يتزوج آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیتا تھا یا مکاح  
و يقول كنت لا عبا۔

۴۲) عرب میں طلاق کی ایک صورت ایلار تھی شوہر قسم کھالیتا تھا  
کبی بی سے ایک محدود مرمت تک کے لئے متسع نہ ہو گا۔ اسلام نے بھی  
ایلار کو قائم رکھا ہے لیکن اہل عرب نے ایلار کی مردت غیر محدود فرار دی تھی  
جس سے ان کا مقصود عورت کو روک رکھنا یا استاتھا اسلام نے اس  
مرت کو گھٹا کر چار مہینہ کر دیا، اس کے بعد عورت سلطقة ہو جاتی ہے۔

اسباب الزوال واحدی میں ہے۔ (صفحہ ۱۵)

کان الايلاه ضررا هل الماجاهدية ایلار عرب جا بیت کرتا ہیں کا ایک طریقہ تھا  
کان الرجل الا يزيد المرأة ولا يحب آدمی نخوبی بی کو پسند کرتا تھا نہ یہ چاہتا تھا  
ان يتزوجها غيره فخلفت ان لا يقدرها کوہ و سری نکاح کریں اس کو قسم کھالیتا  
ابداً و کان یتذکرها لذکر لا ایما کراس کریں نہ ملکا اور اسکو اسی طرح  
چھوڑ کر تھا نہ ہو یہ ہوتی تھی صداقتی ہر  
و لاذات بعل۔

۴۳) طلاق کا ایک طریقہ طمار تھا انہار کے یہ منے ہیں کمرہ اپنی  
بی بی کو محروم تھا مان بہن وغیرہ کے کسی عضو سے تشبیہ دیتا تھا شمل  
کہتا تھا کہ تم میرے لئے میری مان کی پٹچ یا پیٹ کی طرح ہو اس کو  
ان محروم کی طرح اسپر بیوی بھی حرام ہو جاتی تھی۔

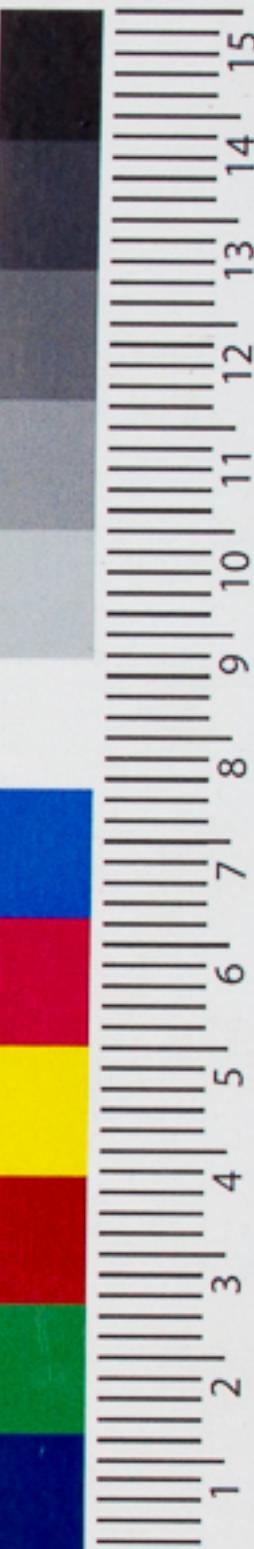
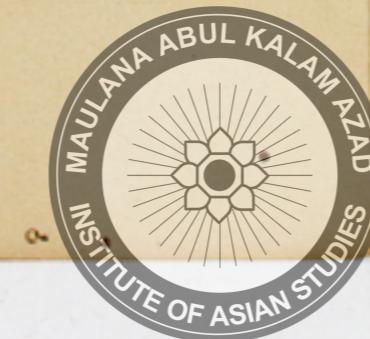
۴۴) طلاق کی یہ صورتیں مردوں کے لئے مخصوص تھیں۔ عورت کو

طلاق کی صرف ایک صورت یعنی خلع کا اختیار حاصل تھا۔ بلوغ الارب  
میں امالی ابو بکر بن درید سے خلع کی ابتدائی تاریخ کے متعلق یہ واقعہ  
نقل کیا ہے کہ عامر بن الظرب نے اپنے بھیجے عامر بن الحارث کو اپنی  
لوگ کی شادی کی جب وہ لوگی شوہر کے پاس گئی تو اسکو اس سے  
نفرت پیدا ہو گئی۔ شوہرنے اُس کے باپ سے اُسکی شکایت کی  
وہ منصوت آدمی تھا اُس نے کہا تھا میں تم پر بی بی کی سفارقت اور مال  
یعنی مہر دونوں کا بوجہ نہیں ڈال سکتا تم نے جو مال مہر دریا ہے اُسکو  
معاوضہ میں ہیں اس کا خلع کرتا ہوں۔ علام کا خیال ہے کہ عرب میں یہ پہلا  
خلع ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ خلع کی تاریخ قوانین ارتقاء کے اثر  
سے بالکل محفوظ ہے جبڑھ خلع کا یہ طریقہ قائم ہوا۔ اسی طرح عرب میں  
بھی قائم ہا اور اسلام میں بھی قائم ہے۔

۴۵)

اسلام کا اُس ذسب سے پہلے اسباب طلاق کی تشخیص کی عرب  
میں گو طلاق کی مختلف شکلیں پیدا ہو گئی تھیں جو دوسری قوموں سے  
ممتاز نہیں۔ یہیں اسباب وہی تھے جو تمام قوموں میں مشترک طور پر  
پائے جاتے تھے۔

۴۶) طلاق کا عام سبب شہوت پرستی اور حسن و جمال کی لفڑی  
ہے عرب میں مردوں کے علاوہ عورتوں نے بھی ان جذبات کے  
ساتھ سرستیم خم کر دیا تھا جو عموماً عمرک طلاق ہوتا تھا۔ ہم اور  
لکھ آئے ہیں کہ تمن و وحشت کے نتائج میں اتحاد پایا جاتا ہے اس  
سلسلہ میں یہ اتحاد اور بھی نمایاں ہو جاتا ہو تم نے مہذب رو مہر کی ایک

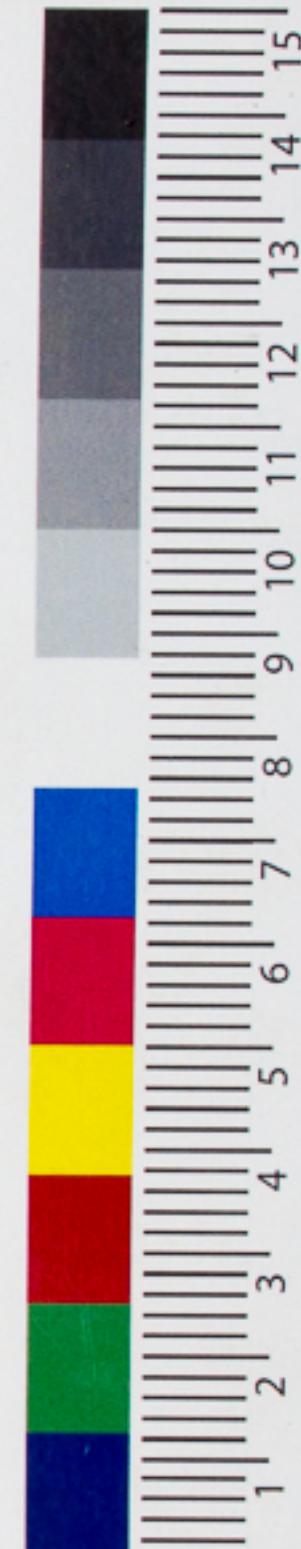
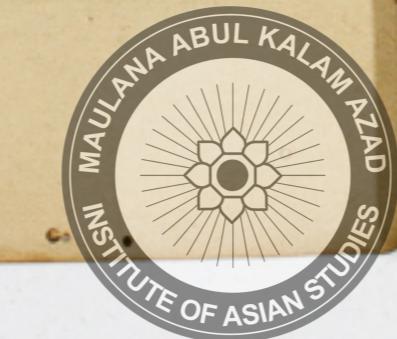


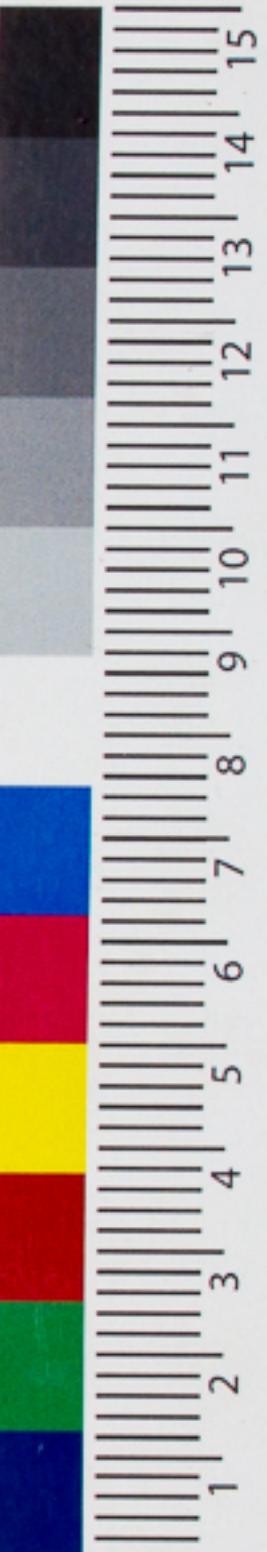
عورت کا حال پڑھانہ گا جو ۲۷ شوہرون سے نکاح کرچکی تھی۔ وحشی عربون میں بھی اس قسم کی مشاہدین موجود تھیں جو تمدن و حشمت کے ان نتائج متعدد کو اور بھی زیادہ نمایاں کرتی ہیں۔ عمرہ بنت سعد المعروفة باسم خارجه کی نسبت مشہور ہے کہ شوہر کا تغیر و تبدل اس کا پیشہ تھا۔ چند روز ایک شخص کے یہاں رہ کے دوسرے شوہر کے پاس جلی جاتی تھی یہاں تک کہ کم و بیش چالیس آدمیوں کو اُسکے نکاح کا شرف حاصل ہوا۔ عائذہ بنت مروہ بن ہلال السلیطیہ، فاطمۃ بنت اخسر شب الامریہ ماریہ بنت الجعید میں العید یہودی وغیرہ بھی اس قسم کی عورتیں تھیں۔ اہل عرب نے ان عورتوں کو ڈوaque (چھپنے والی عورت) کا شرمناک خطاب دیا تھا اس مرض نے اس قدر ترقی کی تھی کہ بعض عورتیں اس شرط پر نکاح کرتی تھیں کہ انکو ہر وقت طلاق کا اختیار حاصل ہوگا۔

۲۳) حسن صورت کے بعد حسن سیرت کا درج ہے اور متوسط درج کی تمدن اقوام میں اکثر عورت کے فضائل و مناقب کا دیبا چھبی حسن سیرت ہے۔ عورت جب اس زیور سے معراہوتی ہے تو تباغض و تجازہ و تدافع شروع ہوتا ہے جسکی انتہا طلاق پر ہوتی ہے اس لئے طلاق کا دوسرا سبب عورت کا بخوبی ہونا ہے۔

۲۴) ایک طلاق کا ایک تسلی سبب اور بھی ہے جس کا ظہور اسوقت ہوتا ہے جب طلاق کا کوئی صحیح اور جائز سبب موجود نہیں ہوتا چنانچہ ہم اور لکھہ آئے ہیں کہ جب کوئی چیز نہایت ذلیل ہو جاتی ہے تو اسی موت حیات کے لئے اسباب و عمل کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ خود اُسکی ذلت ہی اس کا مستقل سبب بن جاتی ہے۔ عرب میں عورت

کی بھی حالت تھی اس نئے طلاق کا ایک بیب پیدا ہو گیا تھا کوئی لوگ بلا سبب تفہیجی مشغله سمجھ کر طلاق دی دیا کرتے تھے۔ اسلام آیا تو طلاق کے اسباب مختلفہ اور اقسام متعدد اپنی پوری قوت اور وسعت کے ساتھہ عرب میں موجود تھے۔ اسلام نے عرب کی حالت میں جو جدید انقلاب پیدا کر دیا اُس نے اُن قدر تی اسباب کے ساتھہ طلاق کے اور بھی متعدد مذہبی و تمدنی اسباب پیدا کر دئے اور اسلام اپنے نظر میں کیے کے سماں سے اُنکے پیدا کرنے پر مجبور تھا۔ لذا ایمان مستقل جاری رہتی تھیں اس نئے لوگ جہاد کے نئے جاتے تھے تو عورتوں کو طلاق دی کے جاتے تھے۔ چنانچہ احادیث میں متعدد صحابہ کا ذکر ہے جنہوں نے جہاد کی غرض سے طلاق دینا چاہا تھا تھوڑات کا وارہ و سیچ ہوتا جاتا تھا۔ متفہوم ممالک میں عمال بھی جاتے چونکہ عمال کو شرکاے جہاد کی طرح عموم اسفر میں رہنا پڑتا تھا۔ اس نئے وہ لوگ بھی یہو یون کو طلاق دی دیتے تھے۔ چنانچہ فاطمہ بنت قیس کی طلاق اسی طور پر واقع ہوئی تھی۔ زمانہ جہالت میں بعض بعض لوگوں کے پاس دس دس بیویاں تھیں۔ اسلام نے چار بیوی کی تحریک کر دی تھی اس نئے بقیہ عورتوں کو علیحدہ کرنا پڑتا تھا۔ بعض لوگوں کے نکاح میں دو ہمین تھیں اسلام نے اُن کے اجتماع کو ناجائز قرار دیا اس نئے ایک کو طلاق دینا ضرور تھا۔ بعض لوگوں کے یاں بعض کافرہ عورتیں تھیں۔ قرآن مجید میں اُنکے متعلق خاص لیت نازل ہوئی لا تشنیک لفاظ عصیم الکوادر کا فرع عورتوں کو نہ رکھو۔ اس بنابر انکو طلاق دینی پڑی۔ اگر مرض اور مرض کا صرف ایک بدب ہو تو وہ کوئی خلناک چیز نہیں اور اُس کے حل ج میں آسانی کے ساتھہ کامیابی ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر ایک مریض امراض





مرکبہ میں بتلا ہو، امراض کے متعدد اساب ہون تو اس حالت میں علاج نہایت مشکل ہو جاتا ہے اور طبیب کو بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہوئی ہے۔ عرب کے تمدنی امراض میں طلاق اسی قسم کا مرض تھا اس کی مختلف قسمیں اور متعدد اساب تھے۔ اسلام ایک روحانی طبیب تھا اس لئے اس نے اسکونہایت مقام بالشان مسئلہ قرار دیا اور انسداد مرض میں اپنی پوری اخلاقی و قانونی قوت سے کام لیا۔ مذہب اور قانون ہی صرف یہ فرق ہے کہ قانون کو اخلاقی اصلاح سے کوئی تعلق نہیں جرم کے سرزد ہو جانے کے بعد قانون سے کام لیا جاسکتا ہے۔ جرم کے قبل و بعد کا زمانہ قانون کے احاطہ اقتدار سے باہر ہے۔ بخلاف اس کے مذہب کا کام صرف اخلاقی اصلاح ہے۔ وہ جرم سے پہلے انسان کا ما تہہ کر لیتا ہے اور جرم کے بعد توہہ و استغفار کی تلقین کرتا ہے۔ برعکس قانون و مذہب کے حدود الگ الگ ہیں۔ اسلام ایک کامل ترین مذہب تھا۔ اس نے اس سے پہلے طلاق کی اصلاح میں اپنی اخلاقی طاقت سے کام لیا طلاق کا طریب شہوت پرستی تھی۔ اسلام نے پہلے کلی طور پر بتایا کہ نکاح کا یقصد نہیں ہے۔

**مُحْسِنِينَ عَيْدَ مَصَانِحِينَ ۝**  
عورتین تبیدین ہر کوہنستی نکالنے کو  
وَهَلَقَ لَكُمْ قُنْ أَنْفُسِكُمْ أَزَوَاجًا  
اور تحراری جنس سی تحراری کی بیویان پیدائیں  
تَكَمُّلُ إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْسِنَجَد  
تکامن سکنیں پاؤ اور تمدنون میں  
مجبت پیدائی۔  
**مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۝**

شہوت پرستی کا انہما مختلف طریقوں سے ہوتا ہے عورت خوش

سیرت ہے۔ مگر حسین نہیں ہے۔ اس نے مرد اُس سے نفرت کرتا تو اسلام نے اس موقع پر یہ اخلاقی نصیحت کی۔

فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَمْأُلُوهُنَّ ۝ تَوَكِّرُهُوا شَيْقَادُ يَجْعَلُ اللَّهُ كَمْ فِي وَحْيِهِ أَكْثَرُهُوا  
کو ایک چیز ناپسند ہو اور خدا اس میں بہت کچھ بھلائی پیدا کرے۔

بھی کبھی اس قسم کے جذبات حسن صورت کو حسن سیرت پر ترجیح دیتے ہیں۔ اول تو یقصد نکاح کے خلاف تھا۔ دوسرا سے زوال حسن کے ساتھ جب اخلاقی برائیاں نمایاں ہوتی ہیں تو تعلقات میں سخت ناگواری پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی بنا پر حناب رسالت پناہ نے اس شراب سے بچنے کی ہدایت فرمائی۔

ایا کو و خضراء الدُّنْ، اُنْ عورتوں کی بچوں جو برسات کی گھاس کی طرح جلنٹک ہے جاتی  
اخلاقی اضالع کے بعد حسب ذیل قانونی اصلاحیں کیں۔

۱) طلاق کا غیر محدود اختیار باطل کرو دیا۔ تین طلاق کے بعد مرد جبست نہیں کر سکتا۔

۲) طلاق کے بعد بھی عورتوں کو دوسرا نکاح کی اجازت اُنکے بعدیاروں کو لیا عورت کو چھوڑ دو۔  
اوَّلَ سُرْجِ يَا حَسَانٍ ۝

۳) طلاق کے بعد بھی عورتوں کو دوسرا نکاح کی اجازت نہ دیتے تھے تاکہ ہر معاف کروالین یا یہ کہ اپنی بی بی کا دوسرا کے نکاح میں آنا اُنکے لئے موجب تھا اس کے متعلق یہ آیت نازل ہے۔

وَلَا قُشْيَكُوْهُنَّ ضَرَارًا لِتَعْتَدُوا ۝ اُنکو اس غرض کی نہ روک کھو کر ان پر ظلم کرو  
۴) محض تفریح و مذاق کے طلاق دیتے تھے جس سے عورت کی



## اخبار مدنیہ

مدنیہ حضرت بی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (روحی قداح) کی یادوں بازہ  
کرنے والا ہے۔

مدینہ ادبی طبیعت مصنایف، تاریخ کے خصوصی واقعات،  
اخبارات و رسائل کے دھنس اقتباسات، دلائر معلومات دنیا بھر کی  
خبروں اور تاریخیات کے شائع کرنے میں ایک خاص خصوصیت کرتا ہے  
مدینہ کے ملکی و غیر ملکی مقامات قابل دید ہوتے ہیں۔

مدینہ خادم ملت خیر خواہ حکومت ہے۔

مدینہ کی تحریر خوش خط اچھائی، عدمہ تعطیج، مناسب ہے۔  
مدینہ سرہڑہ انگریزی تک یکم۔ ۱۵۔ ۲۲۔ تاریخ کوٹھیک قت پر  
شائع ہوتا ہے اور سال بھر میں کوئی تعطیل نہیں مانا۔

مدینہ کی قیمت سالانہ پیشگی سے رشتہ شاہی جو سہ ماہی عمر  
طلبا سے عاسالانہ نمونہ نفت جو صاحب درخواست خریداری کر  
سہراہ قیمت اخبار سے فریعہ منی آرڈر اسال فرمائیں گے انکو ایک نفیس  
نقشہ رنگین روغنی مدنیہ منورہ بطور ہدیہ پیش کیا جائیگا۔

المتشکر

محمد حمید حسن بالا کو فیض اخبار مدنیہ سجنور (رقبہ لیکمنڈ)

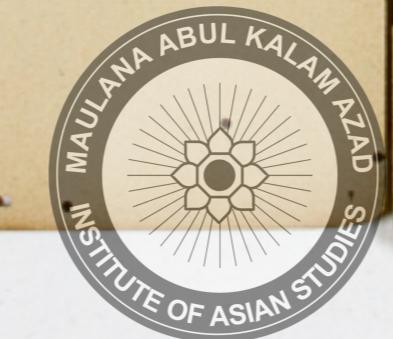
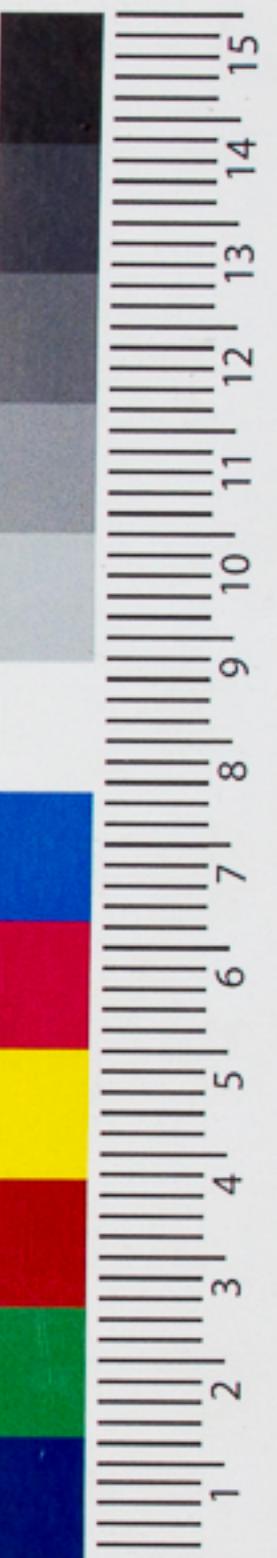
توہین ہوئی تھی اس سے اس قسم کی طلاق کو حقیقی طلاق قرار دیا کہ لوگ اس  
مذاق سے بازاں کیں چنانچہ احادیث میں اسکی تصریح ہے۔  
(دہ) اپلا مرکی غیر محدود مردت کو جس سے عورت بالکل متعلقہ تھی تھی مجذوب  
کر کے چار مہینہ کر دیا۔

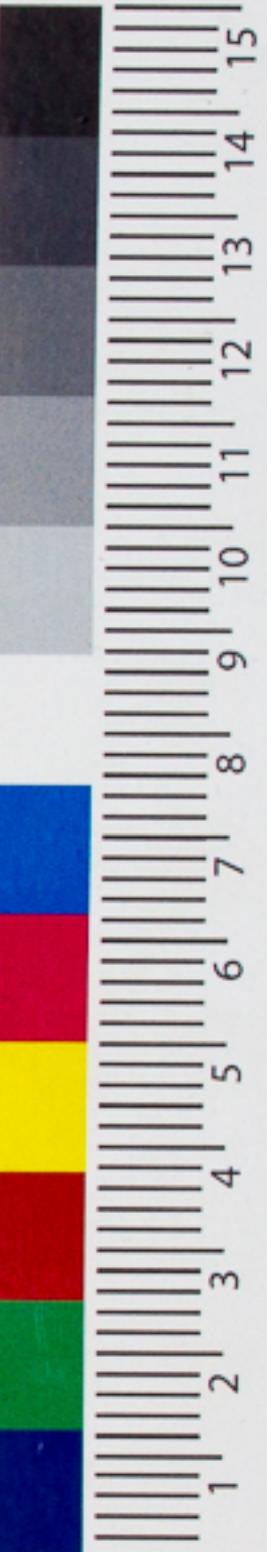
دہ خلع کار و اج عرب میں تمہارا سکونت اور کھالیکن چونکہ عورت کی شرافت  
یہی ہے کہ وہ ہر قسم کے مصائب برداشت کرے اور مرد سے جدا نہ ہو اس کی  
اسکو منافق قرار دیا حدیث میں ہے۔  
المختلقات هن المنافات | خلع کرانے والی عورتین منافق ہیں۔  
ان جن کی اصلاحات کے ساتھ طلاق کو قومی حق قرار دیا یعنی صرف تہ کر کے

اختیار نہیں بلکہ تمام قوم اس میں مداخلت کر سکتی ہے  
فَإِنْ خَفَتْتُمْ شَفَاعَكُمْ بِيَدِنَا فَابْعَثُوكُمْ أَغْرِبَرِهِمْ وَأَرْعَوْرَتِهِمْ نَاجِاتِيْنَ كَانَ خوفُ ہوتا یہ تو ایک پیچ  
حکمِ میں آنکھیں و حکماً میں آہلہم امرد کی جانب سے اور ایک عورت کی جانب سے مقرر کرو  
سبے بڑھ کر طلاق کو النصلیمات یعنی بدترین چیز قرار دیا جو خوت  
محوری کی حالت میں دیجا سکتی ہے۔ اس سے جا بجا مرد اور عورت کو صاحبت کی  
تلقین کی۔

طَلِّنِ امْرَأَةً خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا لِشُوْزَ الْأَوْاعِضَ الْأَكْعُورَتَ كَمِرِدِ کِ طَرْفِ سَبِيرِخِي او حِجَارِدِ کَا  
فَلَاجِنَاحِ عَكِيدَهِ اَنْ بَصِلَّهَا بَيْنَهَا صَلِحًا وَالصَّلِحُ جَرِدًا وَهُوَ وَيَا هِمْ صَلِحَ كَرِيلِنْ صَلِحَ مَهْتَرِچِرِی ہے۔  
ان ہی پاسند یوں کا نتیجہ ہے کہ آج اسلامی مالک اس و بادی عام سے  
محفوظ ہیں جو یورپ میں پھیلی ہوئی ہے اور اگر کسی ملک میں اس کا اثر پایا جاتا ہے  
تو وہ یورپ ہی کے تندن کا نتیجہ ہو گا۔

عبد السلام (ندوی)





## مرح المجنون

مصنفہ

حکیم عبد الحکیم حسنا

اس کتاب میں سرے لیکر بیان تک کے کل ارض کا بیان اور انکو اساب و علامات سماجات یونانی و ڈاکٹری طریقہ کے موافق لکھی ہیں علاج کر ذیل میں عالیجناء جذق الملک حکیم حافظ محمد احمد خاص صاحب ہوئی کرتا مم موتا طب اور انکو خاندانی نسخے اور عالیجناء جذق حکیم نور الحسن صاحب جو مسابق افسر الاطباء ریاست بہوپال کے سالمہ تجویبات درج کر دیں ڈاکٹری علاج بھی خوش بخوبی کیسا تھہ حلحدہ کلمائی ہے جسین ہر صن کے مجروب پیغمبر چیدہ چیدہ موجود ہیں بلا مبالغہ یہ کتاب یونانی و ڈاکٹری سماجات یونانی بندی و جامع کتاب ہے جو بتی دی اور قطبی یہ کتاب ڈاکٹر ادھام شاہین سکریٹری برابر مفید ہے اور اس سے زیادہ مجروب نہ کسی دوسرا کتاب میں نہیں مل سکتی ہی وجہ ہے کہ تھوڑی سی عرصہ میں اسکا دوسرا طیشیں بھی قریبے ختم کرد چنانچہ اس کتاب کرنون جسے جو بالکل ختم ہوچے تھے انہیں ہے حصہ اول و دوم نہیات صحت کیسا تھہ بعد رسیم و نظر ثانی و نظر اضافہ نسخہ جات مجروب کے بار و بار طبع ہوئے ہیں اور حصہ سوم جو زیر طبع تھا وہ اب چیپر تیار ہو گیا ہے چھپائی صاف اور کاغذ فریضہ تمثیل علی تقطیع ۲۶۰ جنمیں جن و نکا ترقی پا چودہ صفحات ہے قیمت علاوہ مخصوص کل حسب ذیل مقرر ہے۔ حصہ اول مر ج الجنون حصہ دو مر ج الجن حصہ سوم مر ج الجن

تکمیل الطب حصہ اول تکمیل الطب حصہ دوم  
عہر عہر آنریری می محظل السلطان

۱۷

## صلح حسن افرا صابون

جو گورے و خوبصورت پوئی کی بنے قطیا بجادہ تازہ پھولوں اور طبی ادویات سے تیار کیا جاتا ہے جو نگت کو نکھارتا منہ اور ہاتھوں کو آئینہ وار شفات بنادیتا ہے اور جلد کی تمام جایاں، مہاکر داغ و پرچھوڑے چندیاں دائل کر دیتا ہے اور جلد کو محل کے مانند ملائم اور گلاب کی تپی کی طرح خوبصورت بنادیتا ہے صرف سات روز مل کر ہنانے سے کالارنگ مکمل ہے اور چہرہ صاف ہو گرین گو اور خوبصورت بخل آتا ہے۔ بدن پر شجرت کی سی سرخی نظر آنے لگتی ہے معزز ریسون اور خاص بیکات نے پسند فرمایا ہے قیمت بھی معمولی ہے۔ یعنی فیکر تین تکیہ سے ایک نفیس صابون، دو انی کے صرف ایک روپیہ عمر

رو غدن لہما رکبیو دران

یہ نفیس تیل جو اپنی ستانہ خوشبویں لاجواب ہے اسکو خو اتین نے خاص طور پر پسند فرمایا ہے اسکا استعمال سے روح کوتازگی اور دل کو فرجت ہوتی ہے خشکی دماغ کو رفع کرتا ہے اس کے استعمال سے بال ہو سیاہ اور باریکت کر دیتیں کی طرح ملائم ہو جاتے ہیں۔ اسکی بھی جیسی خوشبو سے دماغ معطر ہو جاتا ہے طبیعت ہر وقت سر و را وہ شاش رشاش رہتی ہے قیمت فیشرشی دس توہ ایک روپیہ (عمر) دو اخانہ کی بڑی فہرست مفت طلب کریں۔

حکیم محمد نعیقو خاں بالکو خانہ نورت بیلی بازار فرانشنا



Maulana Azad Museum Collection

Digitized By

Maulana Abul Kalam Azad Institute of Asian Studies

[www.makaias.gov.in](http://www.makaias.gov.in)

## مرقع بلجیم

یورپ کی موجودہ ہوناک جنگ کا دلکش ازفوبیم کی تباہی اور پریشانی کا بھیانک  
منظصرست اور یاس کا خون رُلانیو لا ابیم شجاعت اور ظلم میں نمایاں فرق دکھانیو الی  
کسوٹی صرف چیزیں ایک کتاب ہے جسین اساب جنگ پر مبسوط بحث کیگئی ہے اور  
ولی عمد آشر پاکے قتل سے یکہ بلمیم پر جملہ ہونے تک کے تفصیلی و اعقات اور گزویت  
برطانیہ، روس، فرانس، سرویا، آسٹریا اور بلمیم کی باہمی مسلط تاریخ اور تفصیل کیا تھا درج  
ہے اور بلمیم کی تباہی اور پریشانی کے متلق حشم دید و اعقات فراہم کئے گئے ہیں جو نہایت  
مستند اور معتمد معلومات پر مبنی ہیں۔ یہ اپنی قسم کی بہلی کتاب ہے جو اردو میں شائع  
کی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسی سیاست دان اور مشہور مصنف مشرویم پر کوکس  
کے زور قلم کا نتیجہ ہے جسکی عمر کامبیٹر حصہ میں الاقوامی سیاست کے مطابعہ در  
بحث کرنے میں صرف ہوا ہے۔ یہی فاضل مصنف لندن کے مشہور نہتہ دار  
باتقدیر اخبار و اراءت دی یعنی فرانس رجہنگ اقوام کا اڈیٹر ہے اور موجودہ جنگ  
پر بھی اس نے متعدد کتابین تصنیف کی ہیں۔ لیکن اس کتاب کو یورپ میں عام  
مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ ہم نے حض ملکی آگاہی کے لئے نہایت سلیں اور باتھا درہ  
اڑود کا اس کو لباس پہنادیا ہے۔

مرقع بلجیم نہایت نفیس کاغذ پر طبع ہوئی ہے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت  
ہوئی ہے جلد درخواست خریداری روائے فرمائے۔ درخواست دوسرے ایڈیشن کا انتظار  
کرنا پڑے گا۔

المشتہر شان الکی زیری فیجرا خبار المیزان علیگدہ



Maulana Azad Museum Collection  
Digitized By  
Maulana Abul Kalam Azad Institute of Asian Studies  
www.makaias.gov.in

